تعلیم الایمان

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. (الزمر:۶۷)

اوران لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں پہچانی جیسا کہ اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔

صفاتِ الٰہی

اَلرَّبُّ ۔ اَلْھَادِیُ

میں غور وفکر کا طریقہ

مؤلف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری، مفتی محمد شعیب مظاہری

ناشر

عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ صفاتِ الٰہی الرب اور الھادی میں غور وفکر کا طریقہ

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری 9849085328
(مفسر قرآن ومصنف: ''آسان تر تفسیر قرآن'')

مفتی محمد شعیب مظاہری 9640213661
(خطیب مسجد وزیر النساء، احمد نگر)

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۲ء مطابق ۱۴۴۳ھ

تعداد اشاعت:۔ 300

کمپیوٹر کتابت:۔ محمد کلیم الدین سلمان قاسمی۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔9997177817

اس کتاب کے علاوہ دوسرے اسماءِ الٰہی میں غور وفکر کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور ایمان بالکتب، ایمان بالرسالۃ، ایمان بالآخرۃ، ایمان بالقدر (تقدیر) پر شعوری اور عقلی اعتبار سے ایمان پیدا کرنے کیلئے ''ایمانِ مفصل کو سمجھانے کا طریقہ'' پڑھئے، اس کے علاوہ اولاد کو مسلمان بنانے اور لڑکیوں کو شادی سے پہلے باشعور بنانے والی دونوں کتابیں ضرور پڑھئے اور اپنے خاندان میں تحفہ دے کر دعوتِ دین کا حق ادا کیجئے۔
عظیم بکڈپو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر کتابیں حاصل کرسکتے ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ کو ان کی خواہش پر ایک نسخہ تحفۃً دیا جائے گا۔

صفتِ الٰہی رب پر غور وفکر

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔

پرورش کے لئے مخلوقات کی کیا کیا ضرورتیں ہیں؟

اللہ تعالیٰ اکیلا تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کا پالنے اور پرورش کرنے والا ہے، کفیل، مربی، آقا اور مالک کو بھی رب کہتے ہیں، رب کی آسان تعریف یہ ہوگی کہ ہر مخلوق کی ہر وقت ہر عمر میں ہر ضرورت کو محبت کے ساتھ پورا کرنے والا رب کہلاتا ہے، یعنی کسی بھی چیز کو ابتداء سے انتہاء تک محبت کے ساتھ کمال تک پہنچانے کے لئے پروان چڑھانا، ترقی دینا، مکمل کرنا اور پرورش کرنا صفتِ ربوبیت (پرورش) کہلاتا ہے، انسان اللہ کی ربوبیت کا دنیا میں اور آخرت میں بھی محتاج ہے، یہ کام سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کرسکتا، وہی اکیلا کائنات کی تمام مخلوقات کی ہر لمحہ اور ہر گھڑی دیکھ بھال کرکے ان کی ضرورتوں کو پوری کرتا ہے، اس لئے وہی رب العالمین ہے۔

مخلوقات کی ضرورتوں اور پرورش میں پیدا کرنا اور موت دینا ضرورت ہے، جانداروں کے لئے بچپن، جوانی اور بوڑھاپے سے گذارنا ضرورت ہے، زندگی گذارنے کے طریقے سکھانا ضرورت ہے، انسانوں اور جنوں کو دنیا اور آخرت کا علم دینا ضرورت ہے، استاد، معلم اور پیغمبر بھیجنا ضرورت ہے، ہر مخلوق کی صورت شکل بنانا ضرورت ہے، ہر مخلوق کی پکار سننا اور ان کی مدد کرنا ضرورت ہے، رحم کرنا ضرورت ہے، پانی کو بادل بنانا، ایک مقام سے دوسرے مقام لیجانا ضرورت ہے، دن رات لانا اور ان کے اوقات کو الگ الگ بنانا ایک ضرورت ہے، سیاروں اور ستاروں کو گردش دینا ایک ضرورت ہے، موت کے بعد حساب لینا ایک ضرورت ہے، عدل کرنا ضرورت ہے، جزاء اور سزا کا دینا ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناطے ساری مخلوقات کو زندگی گذارنے ہدایت دینا ضرورت ہے، مخلوقات کے لئے پیدائش یعنی نسل کو جاری رکھنا ضرورت ہے، مخلوقات کے لئے

غذاؤں کا انتظام کرنا ضرورت ہے، ان کو تازہ دم کرنے اور تھکان دور کرنے کے لئے نیند و آرام دینا ضرورت ہے، رب ہونے کے ناطے خاندان، اہل وعیال اور مرد وعورت بنانا ضرورت ہے، مخلوقات کی پرورش کے لئے گرمی، سردی اور برسات کا نظام رکھنا ضرورت ہے، بیماریوں کے لئے دواؤں کا انتظام کرنا ضرورت ہے، نباتات اور جانوروں کا انتظام کرنا ضرورت ہے، لباس کا انتظام کرنا ضرورت ہے، سواریوں کے ساتھ چلنے، پھرنے، گھر بنانے اور زراعت کرنے کے لئے زمین کا انتظام کرنا بھی ضرورت ہے، زمین پر سمندروں اور پہاڑوں کا انتظام کرنا بھی ضرورت ہے، اعمال اختیار کرنے کے لئے جسم اور اعضاء کا دینا بھی ضرورت ہے، امتحان کے لئے منفی اور مثبت حالات کا رکھنا ضرورت ہے، گناہوں پر توبہ کا طریقہ رکھ کر مہلت دینا بھی ربوبیت میں شامل ہے، نیکی پر انعام اور اجر دینا اور برائی پر سزا دینا بھی ربوبیت میں شامل ہے، غذاء کھانے کے بعد غذائیں ہضم کروا کر مختلف اعضاء کو طاقت دے کر زندگی باقی رکھنا بھی ربوبیت ہے، شر اور خیر کی قوت دے کر امتحان لینا بھی ربوبیت ہے، یہ سب کام صفتِ ربوبیت میں آتے ہیں، یہ تمام کام ایک ہی وقت میں، ایک گھڑی اور ایک ہی لحہ میں کرنا ہے، تب ہی تمام مخلوقات کی پرورش ہوسکتی ہے اور کائنات اعتدال کے ساتھ چل سکتی ہے، ورنہ کائنات فساد کے حوالے ہوجائے گی، یعنی ہر مخلوق کی ہر وقت ہر اعتبار سے ہر ضرورت کو محبت کے ساتھ کمال تک → نے والا رب کہلاتا ہے، انسان اگر زبان کی حد تک اللہ کو رب مانے اور دل ودماغ اس کا مخلوقات سے پرورش پانے کا یقین رکھے تو اس طرح اللہ کو رب ماننا صحیح نہیں۔

انسان کی عقل محدود ہے، اس کی سوچ سمجھ ناقص ہے، وہ اپنے مختلف کام مختلف لوگوں سے اور مختلف اوقات میں کرتا ہے، اس لئے اس کو یہ بات سمجھ میں نہیں آسکتی کہ ہزاروں لاکھوں مخلوقات کے ہزاروں کام اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت اور ایک ہی لحہ میں کیسے کرتا ہوگا؟ اس صفت میں بھی کامل یقین پیدا کرنے کے لئے کائنات کی چیزوں میں غور و فکر کرنا ہوگا۔ (مثال رہبری کے لئے ہے برابری کے لئے نہیں)

☆ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو علم میں ترقی دے کر بجلی تیار کرنا سکھایا اور پھر اس بجلی کو مختلف چیزوں میں استعمال کرنے کا طریقہ بھی سکھایا، بجلی بھی اللہ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے، جس کی کوئی شکل وصورت نہیں بنائی جا سکتی، اللہ نے بجلی میں غیر معمولی طاقت وصلاحیت رکھی ہے، جس کی وجہ سے انسان اس بجلی سے صرف روشنی ہی نہیں حاصل کرتا بلکہ بجلی ہزاروں کام انجام دیتی ہے، چنانچہ بجلی ایک ادنیٰ مخلوق ہوتے ہوئے ایک ہی لمحہ، ایک وقت اور ایک ساتھ ہزاروں کام کرتی ہے، انسان جب اس کو پاور ہاؤز سے چھوڑتا ہے، اور اگر اس کا ہائی ٹینشن وائر گر جائے تو ایک ہی سکنڈ میں کئی لوگوں کی جانیں چلی جاتی ہیں اور کئی گھر اور سامان جل جاتے ہیں، یہ بجلی جب کئی سو میل دوری سے آتی ➚ تو چند منٹ اور سکنڈ میں لاکھوں بلب، ٹیوب لائٹس کو روشن کر کے اندھیروں کو اجالے میں بدل دیتی ➚، کہیں اسی وقت ہزاروں پنکھوں، کولروں اور ایرکنڈیشنرس کو چلا کر ٹھنڈی ہوا پھینکتی ➚، اسی وقت اور اسی لمحہ ہزاروں کارخا⬇ں میں مشینیں چلا کر کتابیں، اخبارات، رسالے چھاپتی اور مختلف سامان تیار کرتی ➚، اسی وقت کہیں مشینوں میں کپڑے ⇨تی، کہیں تیز رفتار ریل گاڑیاں چلاتی ➚، کہیں ہزاروں فریجوں میں غذاؤں کی حفاظت کرتی ➚، برف اور ٹھنڈا پ⬊ تیار کرتی ➚، اسی لمحہ کہیں چولہوں میں آگ کی شکل اختیار کر کے غذائیں تیار کرتی ➚، کہیں ریڈیو، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈرس، سی ڈی پلیئرس میں آواز سناتی اور تصاویر دکھاتی ➚، کہیں گیزر میں پ⬊ گرم کرتی ➚، کہیں زیراکس مشینوں میں فوٹو گرافی کرتی ➚، کہیں لاؤڈ اسپیکرس میں تقاریر سناتی ➚، کہیں انٹرنیٹ پر بات کرواتی ➚، کہیں کمپیوٹر میں ہر قسم کی معلومات دیتی ➚، کہیں X-Ray مشین سے جسم کے اندر⬊ تصاویر لیتی ➚، یہ تمام کام بجلی ایک ادنیٰ مخلوق ہو کر ایک ہی لمحہ اور ایک ہی وقت میں ایک ساتھ کرتی رہتی ➚، مگر اس کی کوئی شکل وصورت اور جسم نظر نہیں آتا اور نہ اس کے کوئی اعضاء ہیں اور ن⬉ اس کی کوئی شکل بنا سکتے ہیں، صرف محسوس کرتے ہیں کہ بجلی موجود ➚۔

☆ ذرا غور کیجئے! کہ اللہ تعالیٰ ↗ جب اپنی ایک مخلوق میں ایک ہی لمحہ اور ایک ہی گھڑی میں ہزاروں کام کر ↗ کی صلاحیت رکھی ➚ تو وہ رب ہو ↗ کے ناتے کروڑہا مخلوقات کے

کروڑ ہا کام اور ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا؟ بیشک وہ اکیلا سب ضرورتوں کو ایک ہی وقت میں پورا کرتا ہے، جس کی وجہ سے ہر مخلوق کی مسلسل پرورش اور نگہداشت ہورہی ہے، وہ ایک ہی لمحہ میں لاکھوں مخلوقات کے اقسام میں انڈوں اور ماؤں کے پیٹ میں بچے بناتا اور بغیر کسی راستہ اور سوراخ کے صورت بناتا ہے، ہاتھی کے بچے کو مادہ ہاتھی کے پیٹ میں ۶۴۰ تا ۷۴۰/دن رکھ کر حمل کے دوران اس کی تمام ضروریات کو اندر ہی پوری کرتا ہے، اونٹ کے بچے کو مادہ اونٹنی کے پیٹ میں ۱۵/مہینے کا حمل رکھ کر پالتا ہے، انسانی بچہ کو ۹/مہینے، خرگوش کو ۳۰/دن، چوہے کا بچہ ۲۱/دن، مرغی، کبوتر کے بچوں کو انڈے میں ۲۱/دن، گائے، بھینس کے بچوں کو ۹/مہینے پیٹ میں رکھ کر پالتا ہے، اسی لمحہ کروڑ ہا کھیتوں میں مختلف غلہ، اناج اور پھل کے بیجوں میں سے پودے نکالتا ہے، پھر ہر لمحہ ان کی پرورش کرتا ہے۔

☆ ذرا غور کیجئے! اللہ نے انسان کے جسم میں روح رکھی ہے، روح کو اللہ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ پورے جسم میں ایک ہی وقت اور ایک ہی لمحہ میں دیکھتی، سنتی، بات کرتی، دل کو حرکت دیتی، گردوں میں خون صاف کرتی، خوشی و تکلیف کا احساس دلاتی، بول و براز کا احساس دلاتی، دوڑاتی، چلنے پھرنے، پکڑنے چھوڑنے لگاتی، بھوک پیاس اور درد کا احساس دلاتی، حالتِ نیند میں بھی جسم کے بہت سارے کام کرتی ہے، جب ادنیٰ مخلوق کو اللہ تعالیٰ یہ سب کام ایک ہی وقت میں کرنے کے قابل بنایا تو وہ رب ہونے کے ناتے تمام مخلوقات کی ضرورتوں کو ایک ہی وقت اور ایک ساتھ پوری نہیں کرسکتا؟ بیشک وہ رب العالمین ہے! ہر مخلوق کی ہر ضرورت کو ایک ہی وقت میں اور ایک ساتھ پوری کرتا ہے۔

وہ ایک ہی لمحہ میں تخلیق بھی کرتا ہے، اسی لمحہ ربوبیت بھی کرتا ہے، اسی لمحہ وہ پوری کائنات کی دیکھ بھال سمیع، بصیر اور علیم وخبیر کی صفات سے کرتا ہے، اسی لمحہ وہ توبہ قبول کرتا ہے، وہ توّاب بھی ہے، اسی لمحہ وہ رزاق بھی ہے، اسی لمحہ وہ ہدایت دینے والا ہادی بھی ہے، اسی لمحہ وہ رحمت برساتا ہے، اسی لمحہ وہ حاکم وقادر بھی ہے، اگر وہ ایک وقت میں صرف ایک ہی کام کرنے اور ایک ہی ضرورت پوری کرنے اور ایک ہی مخلوق کی مدد کرنے کے قابل ہوتا تو اس میں اور مخلوق میں فرق باقی نہ رہتا اور مخلوقات برباد ہوجاتیں، کائنات چل نہیں سکتی

تھی، اس کو تھکان نہیں ہوتی، اس کو نہ نیند آتی ہے اور نہ ہی اونگھ آتی ہے، اس کو نہ بھوک اور پیاس ہوتی ہے اور نہ ہی اس کو کوئی بیماری آتی ہے، نہ ہی اس کو جوانی اور بوڑھاپے سے گذرنا ہے، نہ ہی اس کے کوئی اہل وعیال ہے اور نہ ہی ان کی دیکھ بھال کرنا ہے، اسی لئے وہ ہر لمحہ ہر گھڑی تخلیق بھی کرتا ہے، پرورش بھی کرتا ہے، مدد بھی کرتا ہے، ہدایت بھی دیتا ہے، توبہ بھی قبول کرتا ہے، عذاب بھی نازل کرتا ہے، موت بھی دیتا ہے، رحم بھی کرتا ہے، سمیع بھی ہے، بصیر بھی ہے، علیم بھی ہے، حکیم بھی ہے، رب ہونے کے ناتے اُسے یہ سب کچھ ہونا ضروری ہے، ورنہ اتنی بڑی کائنات اور کروڑہا مخلوقات کو کوئی دوسرا سنبھال ہی نہیں سکتا۔

☆ اس نے مخلوقات کی ربوبیت کے لئے ہوا پیدا کی، درخت پیدا کئے، پانی پیدا کیا، ہوا کو صاف کرنے کا انتظام کیا، دنیا کی بڑی سے بڑی دولت مند حکومت اور بادشاہ بھی اتنی زبردست ربوبیت نہیں کرسکتا، ربوبیت سوائے اللہ کے کسی کے بس کی بات نہیں، سائنسدانوں نے حساب لگایا کہ ایک درخت زندہ رہنے تک اپنے جسم سے تقریباً 8/لاکھ روپیوں کی آکسیجن خارج کرتا ہے، اگر انسان ایک درخت کاٹتا ہے تو گویا وہ 8/لاکھ روپیوں کا نقصان کرتا ہے، ذرا غور کرو! اللہ نے شروع دنیا سے کتنے ارب درخت اور پودے پیدا کئے ہوں گے؟

☆ ایک درخت اپنی پوری زندگی میں فضائی آلودگی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے ہوا کو صاف ستھری بناتا ہے، تو اس ایک درخت کا یہ عمل 10/لاکھ روپیوں کے برابر قیمت کا ہوتا ہے، اگر ایک درخت کو کاٹا جائے تو یوں سمجھو کہ 10/لاکھ روپیوں کی فضائی آلودگی کو صاف کرنے والی مشین کو توڑ دیا گیا، برباد کردیا گیا، ہر روز ایک درخت تقریباً 27/کیلو پولیوشن صاف کرتا ہے، یہ درخت نہ ہوتے تو جانوروں، چرندوں، پرندوں کو گھونسلے بنا کر رکھنے اور سایہ میں بٹھانے اور بارش سے بچانے کے لئے جو انتظامات کرنے پڑتے اس کے لئے بے انتہاء خرچ اور زمین استعمال کرنی پڑتی، ایک درخت جو جانوروں اور چرندوں، پرندوں کو اپنے نیچے اور اپنے اوپر گھونسلے بنانے اور بٹھانے کا جو انتظام کرتا ہے اس کی قیمت ۵/لاکھ روپیوں تک ہوتی ہے، اللہ نے ایسے کتنے کروڑہا

درخت پیدا کئے ہوں گے۔

اسی طرح ایک درخت سے پھول، پھل، پتے، دوائیاں، غلہ، اناج اور لکڑی جو ملتی ہے اس کی قیمت ۴/لاکھ کے قریب ہوتی ہے، درختوں سے بیج ملتے ہیں، بیج سے پھر باغات آباد ہوتے ہیں، درختوں کی جڑوں کی وجہ سے زرخیز مٹی بہنے نہیں پاتی، درخت آکسیجن خارج کرتا اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرتا ہے اور آواز کو روکتا ہے، اگر ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جائے تو اللہ تعالیٰ ایک درخت 35 سے 37/لاکھ روپیوں کا فائدہ پہنچاتا ہے، ذار سوچو! اللہ شروع دنیا سے کروڑہا درخت پیدا فرمارہا ہے، کیا ہم ان کی قیمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟ اگر انسان اللہ کے ان انتظامات کو نہ سمجھ کر درختوں کو کاٹ دے، جنگل برباد کردے تو کروڑہا روپیوں کا نقصان کرتا ہے اور گھنے جنگلات، بارش، پھلوں، پھولوں، لکڑی، پتوں کو حاصل کرنے، پرندوں کو سہارا دینے، فضائی آلودگی کو دور کرنے، آکسیجن حاصل کرنے، سایہ، ہوا اور ٹھنڈک سے محروم ہوجاتا ہے اور کروڑہا روپیوں کا خرچ بڑھالیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے مخلوقات کو کتنا فائدہ ہورہا ہے اس کا انسان کو اندازہ ہی نہیں، انسانوں کو یہ سب غور کرنا چاہئے مگر وہ غور کئے بغیر بے شعوری کے ساتھ زندگی گذارر ہا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا حساب اور اندازہ ہی نہیں لگارہا ہے۔

☆ ذرا غور کیجئے! اللہ نے دیمک نام کا ایک چھوٹا سا جانور پیدا کیا، اس کو سانپ اور دیگر جانوروں کا رزق بنایا، دیمک کے ذریعہ وہ کیسے ربوبیت کررہا ہے؟ غور کیجئے! گھاس کے سوکھ جانے کے بعد سوکھی ہوئی گھاس لکڑی کی شکل میں ہوتی ہے، دیمک اس کو کھاتی ہے اور اس کے بیج اپنے بنائے ہوئے سوراخوں میں محفوظ رکھتی ہے، جیسے ہی بارش ہوتی ہے گھاس کے بیجوں سے پھر دوبارہ گھاس اُگتی ہے، گھاس کو بار بار کاٹنا پڑتا ہے، ورنہ وہ اوپر سے سوکھنا شروع ہوجاتی ہے، اللہ نے گھاس کو کئی چرندوں کی غذا بنایا اور زمین کی خوبصورتی کے لئے وہ قالین کا کام دیتی ہے، چرندے گائے، بیل، بھینس اور بکری ہر روز گھاس سوکھنے سے پہلے اوپر کی گھاس چرتے ہوئے کھاتے ہیں، اس کی وجہ سے بار بار زمین کے اندر سے تازہ گھاس اگتی ہے، اس طرح اللہ نے چرندوں کی ربوبیت کے لئے

گھاس کو چرندوں کا رزق بنا دیا۔

☆ پھر چرندے آہستہ آہستہ پرورش اور نگہداشت پا کر بہت سے درندوں اور انسانوں کا رزق بنتے ہیں، ذرا غور کیجئے! اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کیسا انتظام ہے؟ بڑے ہو کر دودھ، انڈے، گوشت اور بچے جیسا رزق دینے کے قابل بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ ربوبیت سے تمام مخلوقات کی زندگی کے تمام سامان پیدا فرماتا ہے اور ان کی ہر عمر میں ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے، وہ کسی کو ماں باپ کے ذریعہ پالتا ہے اور کسی کو بغیر ماں باپ کے بھی پالتا ہے، مثلاً مچھلی، مکھی، مگرمچھ، تانبیل، سانپ، مچھر وغیرہ کے بچوں کو بغیر ماں باپ کے پالتا ہے، کسی کی صرف ماں کے ذریعہ ضرورتیں پوری کرتا ہے، گائے، بھینس، بکری اور اونٹ کے بچے صرف ماں سے پرورش پاتے ہیں، اس لئے کہ ان کا کوئی جوڑا نہیں ہوتا، جو بچے انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں ان کو انڈوں میں رہنے تک نہ ماں پالتی ہے اور نہ باپ، اللہ تعالیٰ بند انڈے میں ان کی ساری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔

بے شک وہ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، اس کی شان بڑی نرالی ہے، کسی کو ماں کے ساتھ تو رکھتا ہے، لیکن پیدا ہوتے ہی وہ سب کام خود ہی کرنے لگتے ہیں، جیسے مرغی، ہرن، بطخ اور شتر مرغ کے بچے، کسی کی ۲۰۔۲۵ سال تک ماں باپ کے ساتھ رکھ کر پرورش کرتا ہے، جیسے انسانوں کے بچے، یہ سب اس کی شانِ ربوبیت کے کمالات اور کرشمے ہیں، جب جاندار کا بچہ انسان، گائے، بھینس، اونٹ، بکری اور ہرن پیدا ہوتا ہے تو جانداروں کے بچہ کے معدہ میں طاقتور غذاء گوشت، گیہوں، چاول اور ملائی دار دودھ جیسا رزق ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، جب معدہ پرورش پا کر طاقتور غذاء ہضم کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو آہستہ آہستہ دودھ اور دوسری غذاؤں کی حالت بھی بدلی جاتی ہے۔

☆ اس کے برعکس وہ بچے جو ماں سے دودھ حاصل نہیں کر سکتے، انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں وہ ماں باپ کی طرح غذاء کھانا شروع کر دیتے ہیں، مثلاً مرغی، مگرمچھ، تانبیل، چیونٹی، شتر مرغ، بطخ، چیل، کوّا، ان کے بچے یہ سب ماں کے ساتھ کی غذاء کھاتے ہیں، مچھلی کے بچے مچھر اور مکھیوں کے لاروں اور حشرات کو کھاتے ہیں، چیل اور کوّا پرندوں کا

شکار کر کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بچوں کو کھلاتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انتظام دیکھو! وہ کسی کو سال میں کچھ دن غذاء کھلا کر باقی مہینوں میں چربی گھلا کر اسی پر زندہ رکھتا ہے، برفانی علاقوں میں رہنے والے ریچھوں کو اللہ تعالیٰ خاص موسم میں ایک ڈیڑھ مہینے تک خوب مچھلیاں عطا کرتا ہے، وہ اس موسم میں خوب مچھلیاں کھا کھا کر موٹے تازے ہوجاتے ہیں، ان کے جسم میں چربی بھر جاتی ہے، پھر باقی گیارہ مہینے ان کو اس برفانی علاقوں کے ندی نالوں میں مچھلی نہیں ملتی، وہ اپنے اپنے غاروں میں جسم کی چربی گُھلا کر پیٹ کی بھوک مٹاتے ہیں اور کبھی کچھ مل گیا تو کھا لیتے ہیں۔

☆ اسی طرح بعض جانور سردی سے بچنے کے لئے زمین کی تہہ میں کئی کئی مہینے سوتے رہتے ہیں، مثلاً سانپ، مینڈک اور جنگلی چھپکلی وغیرہ۔

☆ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت دیکھئے جن علاقوں میں پانی کم ملتا ہے یا جو ریگستانی علاقے ہوتے ہیں وہاں درختوں کو چپٹی چپٹی ڈالیاں ہوتی ہیں، ان ڈالیوں پر کانٹے ہوتے ہیں، ان درختوں اور پودوں کو پتوں کے بجائے کانٹے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے ان پودوں سے پانی خارج نہیں ہوتا، ان کی ڈالیاں چپٹی یا گول ہوتی ہیں، جن میں پانی یا پتلا مادّہ ہوتا ہے، اس کے برعکس دوسرے تمام درختوں اور پودوں کے پتوں میں سوراخ ہوتے ہیں جو مسلسل پانی کے بخارات خارج کرتے رہتے ہیں، عام طور پر بادل، سمندروں کے پانی، تالابوں کے پانی اور درختوں سے خارج ہونے والے پانی سے بنتے ہیں، پانی پتوں سے بخارات بن کر اُڑتا رہتا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے انتظامات ہیں۔

☆ انسان کے جب دنیا سے جانے کا وقت آتا ہے یا وہ بوڑھا اور ضعیف ہوجاتا ہے تو باوجود انسان، غذائیں، میوے، دودھ، وٹامن سب کچھ استعمال کرنے کے اس کے جسم کے اعضاء کمزور اور ناکارہ ہونا شروع ہوجاتے ہیں، اس کی جوانی اور طاقت لوٹ کر نہیں آتی، غذائیں، پھل پھلاری کھانے کے باوجود بال سفید ہوجانے کے بعد کالے نہیں ہوتے، آنکھوں کی روشنی، کانوں کی سماعت، دانتوں کا جھڑنا، چمڑی کا گوشت کو چھوڑ دینا، ہاتھوں پیروں میں تھرتھراہٹ کا آنا، جسم میں طاقت سب ختم ہوتی رہتی ہے، حالانکہ انسان کمزوری

اور بوڑھاپے کی وجہ سے طاقت کی غذائیں، انڈے، دودھ، پھل اور وٹامن سب کچھ کھاتا رہتا ہے، اس کے باوجود کون ہے جو جانداروں اور انسانوں کو آہستہ آہستہ بوڑھاپے کی طرف لے جاتا ہے؟ اور جب روح اور جان نکلنے کا وقت آتا ہے تو ناک کھلی رہتی ہے، ہوا یعنی آکسیجن اطراف میں موجود ہوتی ہے، سانس کا نظام چلتا رہتا ہے، پھر سب کچھ ہوتے ہوئے دل کی دھڑکن اور دورانِ خون اور بلڈ پریشر کو کون روکتا اور ختم کردیتا ہے؟ وہ سانس لینا کیسے بند کردیتا ہے، دل کی حرکت، خون کا دوران تو صرف بھاگتے، دوڑتے، اچھلتے کودتے وقت ہی چلتے رہنا چاہئے تھا، کون ہے جو حالتِ نیند اور بیہوشی میں بھی ہوا، آکسیجن کو برابر ناک کے ذریعہ اندر جانے دیتا ہے اور دل کو حرکت میں رکھتا ہے اور انسان کے خون کو برابر گردش میں رکھتا ہے، کبھی رُکنے نہیں دیتا، مگر جب دنیا سے جانے کا وقت آتا ہے تو بلڈ پریشر کم یا زیادہ ہوجاتا ہے اور ڈاکٹر کے دل کو حرکت دینے، مصنوعی طریقے اختیار کرنے کے باوجود دورانِ خون رُک جاتا ہے اور سانس لینا بند ہوجاتا ہے، حلق سے غذاء اور پانی اندر اترنا بند ہوجاتا ہے، یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کھلا ثبوت ہے، کہ وہ جس کو جب تک زندہ رکھنا چاہتا ہے پرورش کرتا ہے اور جب موت دے کر ختم کرنا چاہتا ہے تو پرورش روک دیتا ہے، اس وقت موت کو کوئی روک نہیں سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ انسانوں کو جب ماں کے پیٹ میں رکھتا ہے تو وہ انسان کے بچے کو بغیر ڈگری، بغیر تجارت اور بغیر دولت کے پالتا ہے، اس کے پاس نہ کوئی نوکری ہوتی ہے اور نہ دُکان اور نہ ہنر، اللہ تعالیٰ ۹ رمہینوں تک انسان کو ماں کے پیٹ میں رکھ کر اس کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے، افسوس انسان دنیا میں آنے کے بعد جب جوان ہوجاتا ہے، عقل و شعور بھی حاصل کرلیتا ہے، ہاتھ پیر، دل و دماغ سب سلامت رہنے کے باوجود پرورش کے لئے پریشان رہتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ جانوروں کو بغیر دولت، بغیر عہدہ و کرسی، بغیر ڈگری اور سند کے اور بغیر دُکان و نوکری اور بغیر تجارت کے پالتا ہے، ان کے پاس نہ زراعت کی صلاحیت ہوتی ہے، نہ تجارت کرنے کی، نہ نوکری کرنے کی اور نہ وہ کوئی ہنر سیکھ سکتے ہیں، وہ صرف اور صرف

اللہ کے بھروسے پر ہر روز صبح بھوکے نکلتے ہیں، میلوں اپنی غذاء تلاش کرتے ہیں اور پھر شام کو اپنے اپنے بچوں کی تک غذاء ساتھ لاتے ہیں۔

☆ انسان چونکہ دنیا میں شعور آنے کے بعد رات دن اسباب سے اپنی ضرورتیں پوری ہوتا ہوا دیکھتا ہے اس لئے مطلق اللہ سے پرورش پانے کا یقین نہیں کرتا، تقریباً دنیا کے تمام انسان اللہ کو مانتے ہیں، بہت کم اللہ کا انکار کرنے والے ہیں، مگر انسان دھوکہ کھا کر اللہ ہی سے اپنی تمام ضرورتیں پوری ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے، مخلوقات پر نگاہ جما لیتے اور مخلوقات سے بھی پلنے کا عقیدہ بنا لیتے ہیں، مخلوقات کو بھی نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں۔

☆ چنانچہ جو لوگ جھنڈوں، علموں، قبروں سے، یا سورج، چاند، زمین، پانی، درختوں اور بتوں سے اپنی حاجتیں اور ضرورتیں مانگتے ہیں وہ گویا حقیقت میں اللہ کی صفت ربوبیت ہی کو نہیں سمجھے، بہت سے مسلمان کلمہ پڑھ کر بھی شرک کرتے ہیں، اسی لئے قبر میں بھی تمہارا خدا کون ہے؟ نہیں پوچھا جائے گا، بلکہ تمہارا رب کون ہے؟ پوچھا جائے گا، انسان جب اللہ کی اس صفت پر کامل یقین کر لیتا ہے تو نمک کی ڈلی ختم ہونے اور جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جانے پر ان ضرورتوں کو اللہ ہی سے مانگتا ہے اور ہر حالت میں اللہ ہی سے پلنے کا یقین رکھتا ہے اور اللہ کی صفتِ ربوبیت کی نقل کر کے وہ انسانوں کے ساتھ تعصب سے دور رہ کر ان کی ضرورتوں کو پوری کرنے میں مدد دیتا ہے اور تمام انسانوں کا ہمدرد وخیر خواہ بنتا ہے۔

☆ دیمک کے اندر ایک بکٹیریا اس کی آنت میں ہوتا ہے جو اس کے لکڑی اور کاغذ کھانے کے بعد ہضم ہونے میں مدد کرتا ہے، اگر وہ بکٹیریا نکال لیا جائے تو لکڑی کھانے کے بعد بھی وہ ہضم نہیں ہوتی اور دیمک مر جاتی ہے، یہ بکٹیریا اپنی غذا دیمک سے حاصل کرتا ہے۔

☆ چھپکلی کو اللہ تعالیٰ غذاء کے ذریعہ جو پانی دیتا ہے اُسی سے زندہ رکھتا ہے، اس کو علاحدہ مزید پانی پینے کی ضرورت نہیں ہوتی، دوسرے جانداروں کی طرح وہ علاحدہ پانی نہیں پیتی۔

☆ اللہ تعالیٰ ریگستانی چوہے کو تین سے پانچ سال تک بغیر پانی پلائے زندہ رکھتا ہے، ریگستانوں میں جو جنگلی جھاڑیاں گھی گوار، **Aloevera** چپل سنٹ **Cactus** اور دوسرے کانٹے دار پھل کھاتا، ان پھلوں سے جو پانی ملتا ہے وہی اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

☆ شہد کی مکھی کا چار ہزار پھولوں کا رس چوسنے کے بعد ایک بڑا اچمچہ شہد بنتا ہے۔

☆ Great White Shark تین مہینے تک بغیر غذا کھائے زندہ رہ سکتی ہے۔

☆ Snail اسنیل سیپی کا کیڑا تین سال تک سوسکتا ہے۔

☆ پوری دنیا کے پانی میں ہر روز چار سو بلین گیالن پانی استعمال ہوتا ہے، اس میں 70% زراعت میں استعمال ہوتا ہے۔

☆ اللہ نے مختلف پھلوں اور پتوں میں مختلف رنگ اور خوشبو رکھا ہے، جس کی وجہ سے بہت سارے کیڑے اور پتنگے ان کی طرف متوجہ ہوتے اور Pollination یعنی عملِ زیرگی میں مدد ملتی ہے، خوشبو اور رنگ کی وجہ سے وہ پھولوں پر بیٹھتے ہیں۔

☆ درختوں کی جڑوں پر جو بال ہوتے ہیں وہ پانی اور دھاتوں کو جذب کرتے ہیں۔

☆ ژراف کو بھی اللہ تعالیٰ کئی کئی دن تک بغیر پانی کے زندہ رکھتا ہے، وہ اپنی پیاس پتوں میں موجود پانی سے پوری کر لیتا ہے۔

☆ جانداروں کے منہ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ نکلتی ہے، اگر ہوا نہ ہوتی تو وہ انسان کے اطراف ایک گولا بن جاتی اور جانداروں کو زندہ رہنا مشکل ہو جاتا، تمام جاندار ختم ہو جاتے، اگر ہوا نہ ہو اور درختوں سے آکسیجن نکلتی رہے، تو ہوا نہ ہونے پر وہ درختوں کے اطراف گولا بناتی ہے اور ذرا سی آگ جلاتے ہی سب جل جاتے۔

☆ یہ اللہ کی ربوبیت کا کیسا عجیب انتظام ہے کہ جانداروں کے سونے کے دوران دل کی حرکت کو دماغ کی مانند سست اور آرام لینے سے بچائے رکھتا ہے، اگر دل کی حرکت سست پڑ جائے تو جاندار زندہ نہیں رہ سکتے۔

☆ اگر اللہ تعالیٰ زمین پر ہوا، پانی اور غذاء میں سے کوئی ایک چیز بھی پیدا نہیں کرتا تو زمین پر جاندار زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں جتنی چیزیں پیدا فرمایا وہ بیکار اور عبث نہیں، سب میں کچھ نہ کچھ حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، سب کارآمد ہیں، چونکہ ہم ہر چیز کی حکمت و مصلحت نہیں جانتے اس لئے اس کی ضرورت و اہمیت کو سمجھ نہیں پاتے، اللہ تعالیٰ نے ایک پرندہ ''اُلّو''

پیدا فرمایا اور اس کو گوشت خور بنایا، وہ عام طور پر صرف راتوں کے وقت نکلتے اور اللہ نے انہیں گہرے اندھیروں میں شکار کرنے کی صلاحیت دے رکھی ہے، یہ پرندہ کسانوں کا پسندیدہ، مددگار اور دوست ہے، کھیتوں میں اناج، ترکاریاں تیار ہوتی ہیں، چوہے، کیڑے اور چھوٹے سانپ اور دوسرے پرندے اناج، غلہ اور ترکاریاں کھا کر کھیت برباد کرسکتے ہیں، یہ پرندہ گویا رات کے وقت کھیتوں پر گھوم گھوم کر اُڑتا ہوا اناج اور ترکاریوں کی حفاظت کرتا ہے، اس کو اللہ نے ۷۵ر فٹ سے زیادہ فاصلہ پر حرکت کرنے والے کسی بھی چوہے اور کیڑے اور سانپ کی ہلکی سی آواز کو سننے کی صلاحیت دی ہے، اس کے کان بہت تیز ہوتے ہیں، اس کے پر ڈھائی تا ۳ر فٹ لمبے ہوتے ہیں اور بغیر آواز کے پر پھیلائے اُڑتا ہے، دورانِ پرواز بھی آواز ہونے نہیں دیتا اور شکار کو احساس ہونے نہیں دیتا، اس کو اللہ تعالیٰ نے نوک دار تیز چونچ اور نوکیلے پنجے دئے ہیں، اس کو دانت نہیں ہوتے، وہ شکار کو پنجوں اور چونچ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نگل جاتا ہے، اس کی آنکھوں کو اللہ نے انسان کی طرح چہرے پر سامنے رکھا ہے اور اس کا چہرہ چپٹا اور رعب دار بنایا، اس کی آنکھوں پر اونٹ کی طرح تین پرت ہوتے ہیں، ایک پلک کا کام دیتی، دوسری سونے میں کام دیتی، تیسری بازوؤں میں کھل کر میل کی صفائی کا کام کرتی ہے، اس کو اگر کوئی پکڑ لے تو وہ مردہ بن جاتا ہے، جیسے پکڑنے سے مرگیا، پھر بھاگ جاتا ہے، گویا یہ دھوکہ دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت دیکھئے کہ ایک درخت کے بیج کو اگر ۲۰۰ر سال تک اسٹور کیا جائے یا محفوظ رکھیں تب بھی اس میں اُگنے کی صلاحیت باقی رکھتا ہے، یہ اللہ کی ربوبیت کا عجیب کرشمہ ہے کہ وہ ایک سوکھے ہوئے بیج میں ایک بہت بڑا درخت بند کر کے رکھتا ہے، پھر اس درخت سے ہزاروں لاکھوں بیج نکالتا ہے، پھر ان بیجوں سے کئی باغات اور کھیت آباد کرتا ہے، گیہوں اور دھان کے چھوٹے سے چھوٹے پودے سے ہزاروں ایکڑ زمین پر پیدا ہونے والے پودے نکالتا ہے، بے شک جو چیز انسانوں میں بہت زیادہ استعمال ہوتی ہے جو انسانوں کی زیادہ ضرورت ہے اس کو کثیر تعداد میں پیدا فرماتا ہے، تمام غذاؤں میں

چاول اور گیہوں، دالیں سب سے زیادہ پیدا کیا جاتا ہے، پھر ترکاریاں خوب پیدا کیا جاتا ہے، پھر پھل، میوے عطا کیا جاتا ہے، کسی زمانہ میں انسانوں کو سخت ضرورت گھوڑے، اونٹ، گدھے اور خچر تھے، وہ کثرت سے پیدا کیا، پھر جب تیز رفتار سواریاں دیں تو پٹرول اور ڈیزل کثرت سے عطا کر رہا ہے، مرغے اور انڈوں کو انسانوں کے ہر روز استعمال ہونے والی غذا بنایا، اس کو حاصل کرنے کے نئے نئے طریقے عطا کئے، تمام جانوروں میں بکرا، گائے، بھینس اور اونٹ کثرت سے دودھ اور گوشت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی پیداوار کثرت سے رکھی ہے، یہ سب شانِ ربوبیت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت دیکھئے! اس نے جانداروں میں جس جاندار کو جس قدر جس چیز کی ضرورت تھی، وہ اپنی صفتِ ربوبیت سے عطا کیا، ہر جاندار کو اس کی زندگی گذارنے کے لائق ہاتھ، پیر، عقل، طاقت عطا کی، اپنی ربوبیت سے اس کو ہدایت و رہنمائی بغیر کسی مدرسہ، استاد اور کتاب کے دیتا ہے، کسی کو روشنی اور نظر دور تک دیکھنے کی چاہئے تھیں وہ عطا کیا، کسی کو دور کی آواز سننے اور تیز کان کی ضرورت تھی وہ عطا کی، کسی کو گرج دار و رعب دار آواز اور طاقت کی ضرورت تھی وہ عطا کی، کسی کو سونگھنے کی زبردست صلاحیت عطا کی اور کسی کو ہاتھوں اور چونچ میں تیزی کام کرنے کی، کسی کو پیروں میں تیز دوڑنے کی ضرورت تھی وہ عطا کر کر ربوبیت کر رہا ہے۔

☆ وہ اپنی ربوبیت سے جس کو لکھنا پڑھنا سکھانا چاہتا ہے سکھاتا ہے، اس کو سکھانے کے پورے طریقے عطا کئے اور جس کو لکھنا پڑھنا نہیں سکھانا ہے، اُسے ہاتھ، انگلیاں، ہونٹ، زبان اور دانت سب کچھ دے کر بھی نہیں سکھاتا، بندر اور گوریلا کو اللہ نے انسانوں جیسے اعضاء ہاتھ، انگلیاں سب کچھ دیں، مگر وہ قلم نہیں پکڑ سکتے، ہونٹ اور زبان ہونے کے باوجود انسانوں جیسی بات نہیں کر سکتے، انسانوں کی زندگی اور جانوروں کی زندگی میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ انسانوں کی زندگی کے تمام کاروبار گفتگو سے زیادہ لکھنے پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں، جانوروں کی زندگی کا لکھنے پڑھنے سے تعلق نہیں ہے۔

☆ اونٹ پر غور کریں! اونٹ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا زبردست شاہکار ہے، اللہ نے

ریگستان میں اونٹ کو پیدا کر کے اس کو ریگستانی جہاز بنا دیا، انسانوں کی پرورش میں آسانی اور آرام سے سفر کرنے کے لئے اونٹ کو خاص طور پر ریگستان کی مناسبت سے پیدا کیا، ویسے اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ تخلیق سے زمین کے ہر قطعہ کی آب وہوا اور وہاں کی زمین اور پیداوار اور حالات کے لحاظ سے جانور پیدا کئے، اونٹ کے پیر ایسے بنائے جس سے وہ بہت ہی تیزی اور آسانی سے ریت پر چل اور دوڑ سکتا ہے، اللہ نے اونٹ کی شکل وصورت، قد اور اعضاء میں اپنی تخلیق، اپنی مصوری، اپنی ربوبیت، اپنی حکمت اور قدرت کے زبردست نمونے رکھے ہیں۔

مرغی اور دوسرے پرندے گرمی میں منہ کھول دیتے ہیں مگر اللہ کا یہ کمال ہے کہ اونٹ سخت سے سخت گرمی میں نہ منہ کھولتا ہے اور نہ تیز تیز سانس لیتا ہے، وہ ہر موسم میں ایک منٹ میں ۱۶؍مرتبہ سانس لیتا ہے، مگر اللہ اس کی سانس سے پانی کے بخارات نکلنے نہیں دیتا، اس کے جسم میں پانی محفوظ رہتا ہے اور وہ بغیر پانی پیئے ۱۵تا۲۰؍دن آسانی سے سفر کر سکتا ہے۔

اللہ نے اونٹ کو سبزی خور جانور بنایا اور وہ چرندوں کی طرح غذاء جگالی کر کے ہضم کرتا ہے، ریگستانوں میں عام طور پر کانٹے دار جھاڑیاں اور درخت اُگتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ ربوبیت سے اونٹ کے منہ میں ایک خاص قسم کا لعاب رکھا ہے جس سے وہ کانٹے کھانے کے باوجود زخمی نہیں ہوتا اور کانٹے نرم ہوجاتے ہیں، جوان اونٹ عام طور پر ۲۵۰؍کیلو وزن اٹھا کر چل سکتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے انتظامات ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ مصوری سے اس کو سفید، بھورا، لال اور سرخ رنگ عطا کیا، سب سے قیمتی لال رنگ کا اونٹ ہوتا ہے۔

ریگستان میں پانی کی بہت قلت ہوتی ہے، گرمی تیز ہونے کی وجہ سے ۴۔۶؍گھنٹے پانی نہ ملے تو انسان موت کے حوالے ہوجاتا ہے، مگر اتنی سخت گرمی کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ ربوبیت سے اونٹ کو ۱۵۔۲۰؍دن تک بغیر پانی پیئے پوری چستی اور پھرتی کے ساتھ چلنے پھرنے اور زندہ رہنے کے قابل بنایا، اونٹ کے جسم کے پانی میں ۴۰؍فیصد کمی بھی ہو تو وہ آرام سے زندگی گذارتا ہے، جبکہ دوسرے جانوروں میں ۲۰؍فیصد پانی کی کمی ہوجائے تو ان کی موت واقع ہوجاتی ہے، یہ اللہ کی تخلیق کا کمال ہے، اونٹ کے جسم کی پوری جلد جسم کو ٹھنڈا

رکھنے میں بہت اہم رول ادا کرتی ہے، سردیوں میں اس کو پیاس ہی نہیں لگتی، سرما میں وہ پانی بہت کم پیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق دیکھئے کہ وہ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، جس کو جیسا چاہے بنا سکتا ہے اور پال سکتا ہے، اس نے اپنی تخلیق سے اونٹ کے جسم کے (RBC) کو پانی جذب کرنے کی صلاحیت دی ہے، اونٹ دس منٹ میں ۴۰ر لیٹر پانی پیتا ہے، جب اونٹ پانی پیتا ہے (RBC) تین گنا بڑھ کر موٹے ہوجاتے ہیں، اس طرح اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں پانی کو خون کے ساتھ محفوظ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو کوہان عطا کیا اور اس کوہان میں چربی جمع ہوتی ہے، جو بھوک اور پیاس کے وقت گل کر غذاء اور پانی کا کام دیتی ہے۔

ریگستانوں میں اللہ نے گرمی بہت رکھی ہے، ریت کی گرمی سے بچنے کے لئے اللہ نے اپنی حکمت سے اونٹ کا قد ۸۔تا۔۱۰ر فٹ اونچا رکھا، گھوڑے اور گدھے کی طرح چھوٹا قد نہیں رکھا، سواری اور سامان لادنے کے لئے اس کی لمبائی ۷۔تا۔۱۰ر فٹ رکھی، اللہ کی ربوبیت کا کمال ہے کہ اس کا بچہ پیدا ہونے کے چند گھنٹوں بعد ہرن کی طرح چلنے اور دودھ پینے لگتا ہے، اللہ نے اپنی تخلیق سے اونٹ کے نر اور مادہ کو ۳۔تا۔۵ر سال میں جوان ہونے کا نظام رکھا ہے، یہ بھی تخلیق کا کمال ہے کہ جوان ہونے تک بچے کو کوہان نہیں دیتا، گویا کوہان جوان ہوجانے کی علامت ہے، ہندوستان کے شہر راجستھان اور عربستان میں ایک کوہان والے اونٹ پیدا کیا، اس کے برعکس جنوبی امریکہ میں بغیر کوہان والے، کم قد والے، کثرت سے بال والے اونٹ پیدا کئے اور ان کا قد ۴۔تا۔۶ر فٹ رکھا، ان کو بالکل اونٹ ہی کی شکل وصورت کا بنایا، انسان ان اونٹوں سے اون حاصل کرتا ہے اور ان کو باربرداری اور سواری کے لئے استعمال کرتا ہے، ان کے اون سے سردی سے بچانے والے کپڑے تیار کئے جاتے ہیں، یہ سب اللہ کی صفتِ ربوبیت کے انتظامات ہیں، اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق دیکھئے کہ منگولیا کے علاقہ میں دو کوہان والے اونٹ بھی پیدا کئے۔

اللہ تعالیٰ صفتِ ربوبیت سے اونٹ کو تیز دھوپ میں سورج کی گرم شعاعوں سے بچانے اور اس سے ہونے والی بیماریوں سے بچانے اور ریگستانی ریت کی گرمی سے بچانے کے لئے اس کے بڑے بالوں کے نیچے چھوٹے بال پیدا کئے، جو مضر شعاعوں کو جذب

کرتے ہیں، یہ بال ہر سال نئے پیدا ہوتے ہیں، ریگستان کی مناسبت سے اونٹ کی پرورش کی خاطر جہاں ہر وقت ریت کے طوفان آتے ہیں، اونٹ کے نتھنوں کو آندھی کے وقت بند کر لینے اور آنکھوں کو بند کر کے چلنے کی صلاحیت دی ہے، آنکھوں پر تین پلکیں ہوتی ہیں، دو پر بال ہوتے ہیں، ایک تو Transparent ہوتی ہے جو طوفان کے وقت ڈھانک لینے سے وہ طوفان میں بھی دیکھ سکتا ہے، گویا قدرتی طور پر اونٹ کو عینک دیدی گئی، تیسری بازو میں بند ہو کر کچرا اور ریت وغیرہ صاف کرتی ہے۔

ریگستان میں پانی کی بہت قلت ہوتی ہے، تمام جاندار گرمی سے ہانپتے اور تیز تیز سانس لیتے ہیں، ان کی سانس سے پانی کے بخارات بھی نکلتے ہیں اور وہ پیاسے ہو جاتے ہیں، کتا تو بہت تیز سانس لیتا اور منہ کھول دیتا ہے۔

ذرا غور کیجئے! اللہ نے اپنی تخلیق سے دو حصے ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن کو ملا کر پانی بنایا ہے، اللہ نے اونٹ کے جسم میں پانی تیار ہونے کے لئے کوہان کی چربی میں ہائیڈروجن کی کافی مقدار رکھی ہے، جب ضرورت پڑتی ہے تو اپنی صفتِ ربوبیت سے کوہان کی چربی کو گلاتا ہے اور سانس کے ذریعہ آنے والی آکسیجن اس کوہان میں گلنے والی چربی کے ذرات سے ہائیڈروجن لے کر جسم کے اندر ہی پانی پیدا کرتی ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو پانی کی بڑی مقدار اپنے جسم میں علاحدہ محفوظ رکھنے کے لئے ایک خاص جھولی نما ٹانکی بنائی ہے، اونٹ کی کوہان کو اللہ تعالیٰ نے غذائیت کا بھرپور گودام بھی بنایا ہے، چارہ نہ ملنے کے زمانہ میں کوہان میں جمع شدہ چربی گل کر غذاء کا کام دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ بغیر چارہ کھائے کئی کئی دن بھوکا رہ سکتا ہے اور چستی و پھرتی اور تیزی کے ساتھ چلتا اور دوڑتا پھرتا ہے، کوہان کو اللہ تعالیٰ نے ایمرجنسی میں پانی اور قوت ملنے کا گودام بھی بنایا، جب اونٹ بہت زیادہ بھوکا اور پیاسا ہو جاتا ہے تو اس کی کوہان کی اونچائی کم ہو کر دب جاتی ہے، کوہان میں ہڈی نہیں ہوتی، کوہان کو انسان مہمانوں کی ضیافت کے لئے پیش کرتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا کمال ہے کہ اونٹ کو انسان کا زبردست خدمت گذار بنایا، مگر اللہ نے ریگستان کی مناسبت سے انسان پر اس کا بہت کم بوجھ رکھا، چنانچہ اللہ نے اونٹ کو ایسا جانور بنایا جو بھوک

پیاس کی مشقت اور طوفانی حالات کو تمام حیوانات میں سب سے زیادہ برداشت کرنے کی صلاحیت دے رکھی ہے، یہ صرف اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ ریگستان جیسے علاقوں میں ہوا کا خطرناک طوفان آتا ہے، ہوا کے اس طوفان اور آندھی سے ریت کا ایک مقام سے اُڑ کر دوسرے مقام پر ٹیلا اور پہاڑ بنا دیتی ہے، راستہ کا ملنا اور پہچاننا بہت دشوار ہوتا ہے، انسان کو اللہ نے ریگستانوں اور سمندروں میں ستاروں کی مدد سے راستہ پہچاننے اور رخ معلوم کرنے کی صلاحیت دی ہے، انسان اونٹ پر سوار ہو کر اس راستہ کا اشارہ اونٹ کو دے کر اس کے اوپر سوار ہو جاتا ہے، اللہ نے اونٹ میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ جس راستہ کی طرف اس کو اشارہ اور ترغیب کر دی جاتی ہے وہ سیدھا اُسی راستہ پر چلتا رہتا ہے، راستہ بھٹکنے پر صحیح راستہ پر آ جاتا ہے، اونٹ دوسرے جانوروں کی طرح گروپ اور منڈا بنا کر نہیں بلکہ قطار کی شکل میں ایک کے پیچھے ایک برابر منزل کی طرف چلتا رہتا ہے۔

ریگستانوں میں چارہ نہیں ملتا، اللہ تعالیٰ نے اُسے پتوں کے ساتھ کانٹے بھی کھانے کی صلاحیت دی ہے، یہ جب بھوکا پیاسا ہو جاتا ہے تو سفر کی وجہ سے اس کا وزن گھٹ جاتا ہے، مگر جیسے ہی غذاء اور پانی پی لیتا ہے اس کا وزن کچھ ہی دیر میں معمول پر آ جاتا ہے، لوگ اس کا گوشت کھاتے اور دودھ پیتے ہیں اور اس کے چمڑے سے ڈیرے بناتے ہیں اور اُسے سواری و بار برداری میں استعمال کرتے ہیں، اس کے دودھ میں نمکین پن ہوتا ہے، اونٹ کے گوشت میں کولسٹرال کی مقدار بہت کم ہوتی ہے، اس کے گوشت میں پروٹین بہت زیادہ پائے جاتے ہیں، اللہ نے اونٹ کے دودھ میں شوگر کے مریضوں کے لئے شفاء رکھی ہے، اس میں انسولین کی مقدار خوب رکھی ہے، کینسر کے علاج کے لئے بھی اس کا دودھ مفید ہے، اس کے استعمال سے وٹامن (C) اور وٹامن (B) اور Iron کا رزق کثیر مقدار میں عطا کرتا ہے، اونٹ کو دیکھنے اور اس پر غور کرنے سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ اونٹ کے مالک نے اونٹ کو خاص طور پر خاص خصوصیات کے ساتھ بنایا ہے۔

شروع سے اخیر تک صفت رب ہی کو یاد دلانے کی حکمت

چنانچہ اللہ نے انسان کو اپنے رب ہونے کے یقین کو پیدا کرنے کے لئے عہد الست

میں **الستُ بربکم** کے سوال وجواب کے ذریعہ رب کا اقرار کروایا، پھر دنیا میں آنے کے بعد نماز میں سورۂ فاتحہ کے ذریعہ دن میں پانچ مرتبہ ہر رکعت میں الحمد للہ رب العالمین کے ذریعہ صفت رب ہی کی یاد دہانی اور اقرار کروا رہا ہے، پھر سجدہ اور رکوع میں بھی صفت رب ہی کو یاد دلانے **سبحان ربی الاعلیٰ** اور **سبحان ربی العظیم** کا اقرار کروا رہا ہے، پھر قومہ میں **ربّنا و لک الحمد** کے ذریعہ صفت رب کا ہی اقرار کروا رہا ہے، پھر نماز کے بعد بہت ساری دعاؤں میں **ربّنا** کے الفاظ سے دعاء کرنے کا طریقہ رکھا، آخر میں قرآن مجید کی تکمیل پر **قل اعوذ برب الناس** کے الفاظ سے صفت ربوبیت ہی کو انسان کے ذہن ودماغ پر پیدا کرنے کی تعلیم دے رہا ہے، پھر انسان کے قبر میں جانے کے بعد فرشتے جو سوالات کریں گے اس میں بھی پہلا سوال رب ہی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

دین اسلام کا پورا خلاصہ ان تین سوالات میں ہے

غور کیجئے کہ آخر عالم الست سے لیکر قبر تک صفت رب ہی کا سوال اور اقرار کیوں کیا جارہا ہے؟ دوسری تمام صفات کو چھوڑ کر صفت رب ہی کو یاد دلانے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان کو دنیا میں اسباب کے درمیان رکھ کر امتحان لیا جارہا ہے، اور انسان زندگی گذارنے میں زندگی کے تمام شعبوں میں اسباب سے اپنی ضروریات پوری ہوتا ہوا دیکھتا ہے اور دھوکہ کھا سکتا ہے، اس لئے اس کے آخرت میں داخل ہونے کے لئے **مَنْ رَبُّکَ** (تمہارا رب کون ہے؟) **مَا دِیْنُکَ** (تمہارا دین کیا ہے؟) اور **مَنْ نَبِیُّکَ** (تمہارے نبی کون ہیں؟) کے سوالات کئے جارہے ہیں، یہ سوالات آخرت کی تیاری میں کامیابی دلانے والے ہیں۔

انسان دنیا کی زندگی میں اسباب سے کیسے دھوکہ کھاتا ہے

☆ مثلاً: ماں باپ کے پرورش کرنے میں اللہ کو اصل نہ سمجھ کر ماں باپ کو پرورش کرنے والا سمجھ سکتا ہے، چنانچہ بہت سے غیر مسلم اکثر اپنی زبان سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ ہی خدا ہیں، وہ ان کے پیر پکڑتے ہیں' ان کے مرنے پر اپنے آپ کو بے

سہارا سمجھتے ہیں، اگر انسان کی نگاہ اللہ پر ہوتو وہ ماں باپ کے بجائے اللہ سے پرورش پانے کا عقیدہ رکھیں گے، اور ماں باپ کے مرنے کے باوجود اللہ پر یقین کر کے صبر کریں گے، مگر اللہ کو رب نہ سمجھنے سے اللہ اور اولاد کے درمیان ماں باپ پردہ بن جاتے ہیں، اس لئے بچوں کو بچپن سے ہی اللہ کو پالنے والا اور تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہونے کا یقین دلایا جائے اور ہر چیز اللہ سے مانگنے کی عادت ڈالیں۔

☆ انسان نکاح کر کے اہل وعیال والا بنتا ہے، بیوی بچے' شوہر اور باپ سے بے انتہاء محبت کرتے ہیں اور باپ کو پالنے والا سمجھتے ہیں، باپ مرجائے تو بچے اور بیوی اپنے آپ کو بے سہارا سمجھتے ہیں' روتے اور چیختے چلاتے ہیں، بیوی کا یہ تصور ہوجاتا ہے کہ اب ہماری کون دیکھ بھال کرے گا، کون ہماری ضرورتوں کو پورا کرے گا، حالانکہ شوہر بیوی بچوں کی ساری ضرورتیں پوری نہیں کرسکتا، مگر اللہ اور بیوی بچوں کے درمیان شوہر یا باپ پردہ بن جاتے ہیں، اس لئے انسان کے ذہن میں اللہ ہی سے ضرورتیں پوری ہونے کا یقین ہو۔

☆ انسان زندگی گذارنے کے لئے نوکری وتجارت کرتا ہے، اور یہ تصور رکھتا ہے کہ مجھے نوکری اور تجارت پال رہی ہے، انہیں سے میری ضرورتیں پوری ہورہی ہیں، اگر تجارت ختم ہوجائے اور نوکری چھوٹ جائے تو بیہوش ہوجاتا ہے، یا ہارٹ اٹیک ہوجاتا ہے، اس لئے اللہ اور تاجر کے درمیان نوکری وتجارت پردہ بن جاتی ہے، وہ اللہ کو برائے نام رب سمجھتے ہیں، اور زبان وعمل سے نوکری اور تجارت سے ملنے کا اظہار کرتے ہیں۔

☆ انسان زندگی میں بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر سے رجوع ہوکر دوائیں استعمال کرتا ہے اور جب صحت مند ہوجاتا ہے تو اللہ کی قدرت سے صحت مند ہونے کا اظہار نہیں کرتا بلکہ دواؤں اور ڈاکٹر کی تعریف کرتا ہے اور اس کے علاج سے صحت مند ہونے کو ظاہر کرتا ہے، انسان اور اللہ کے درمیان ڈاکٹر اور دوا پردہ بن جاتے ہیں، اس لئے جو دل میں نقش ہوتا ہے وہی زبان سے نکلتا ہے اللہ کو صحت دینے والا اور شفاء دینے والا نہیں سمجھتے۔

☆ انسان دنیا میں تعلیم حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ بنتا ہے اور اعلیٰ عہدہ پر نوکر ہوکر سمجھتا

ہے کہ مجھے یہ مقام و مرتبہ محض میری ڈگری اور تعلیم سے حاصل ہوا، ورنہ میں بیروزگار اور سڑک چھانتے اور چپلیں گھستے ہوئے پھرتا تھا، اس کے اور اللہ کے درمیان ڈگری یا ہنر پردہ بن جاتے ہیں، اس کی نظر اللہ کے رب یعنی پرورش کرنے والا ہونے پر نہیں ہوتی، اسباب سے پرورش پانے کا عقیدہ بنائے رکھتا ہے۔

☆ دنیا کی زندگی میں اگر کوئی حادثہ وایکسیڈنٹ سے مرجائے یا علاج کروانے کے درمیان مرجائے یا بچہ پیدا ہوتے وقت مرجائے، تو بے شعور انسان ڈاکٹر کو یا دواؤں کو یا علاج کو یا گاڑیوں کی غلطی اور نقص بتلا کرانہیں موت کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں اور اسباب سے نفع ونقصان کا عقیدہ رکھتے ہیں، حالانکہ اللہ کی مرضی کے بغیر کسی کو موت وحیات نہیں ملتی۔

دنیا میں اکثر مسلمان اولاد نہ ہونے یا نرینہ اولاد نہ ہونے یا نوکری تجارت میں نقصان ہونے یا بیروزگار رہنے یا لڑکیوں کے نکاح میں دیر ہونے یا بیماری سے شفاء نہ ہونے پر درگاہوں، چھلوں اور مزاروں، جھنڈوں اور علموں سے منتیں ومرادیں اور دعائیں مانگتے ہیں، ان کی نگاہ اللہ کے رب ہونے پر نہیں ہوتی، وہ مخلوقات کو ضرورتیں پوری کرنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ بیان کر کے بتلایا گیا کہ ان کو اولادیں نہیں ہوئیں تو انہوں نے اللہ کو رب مان کر اسی سے دعائیں کیں اور اللہ نے ان کو اپنی صفت ربوبیت سے خالق ہونے کے ناطے ایسی عمر میں اولاد دی جبکہ ان کی عمریں بوڑھاپے میں تھیں اور جسم کے اعضاء ضعیف وکمزور ہو چکے تھے، حضرت ایوب علیہ السلام کی مثال دے کر سمجھایا کہ وہ سات سال بیمار رہے مگر کبھی اللہ کو چھوڑ کر کسی مخلوق سے رجوع نہیں ہوئے، سات سال بعد اللہ ہی نے اپنی صفت ربوبیت سے ان کو بیماری سے شفاء عطا فرمائی، حضرت مریمؑ کی مثال دے کر سمجھایا کہ اللہ رب ہونے کے ناطے ان کو بے موسم پھل ان کے حجرے میں عطا کیا، ان کو بغیر نکاح کے اور بغیر شوہر کے اپنی صفت ربوبیت سے خالق ہونے کے ناطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا، پھر یہودیوں کی مکاریوں پر حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

☆ وہ رب ہونے کے ناطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون جیسے دشمن کے گھر میں اسی کے ذریعہ پرورش کروایا، اور پھر حضرت شعیب علیہ السلام کے وطن مدین لیجا کر روزگار اور اہل وعیال کا انتظام اللہ ہی نے اپنی ربوبیت سے کیا۔

☆ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کی دشمنی اور قتل کرنے کے ارادہ کے باوجود اللہ ہی رب ہونے کے ناطے کنویں میں حفاظت کی اور بے سہارا ہو جانے کے باوجود مصر لیجا کر عزیزِ مصر کے گھر میں شاہی زندگی عطا فرمائی اور پھر مصر کا حاکم بنا دیا، یہ سب اللہ کی صفت رب ہونے کا اظہار اور تعلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ رب ہونے کے ناطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے سے پہلے والد کو اور پیدا ہونے کے ۶/سال بعد ماں کو دنیا سے اٹھالیا، اور یتیم بنا کر دنیا میں اُمّی رکھ کر بغیر استاد اور مدرسہ کی تعلیم کے اپنی صفات علیم اور ہادی کے ذریعہ تمام مخلوقات سے سب سے زیادہ علم عطا فرمایا اور رب ہونے کے ناطے خود تربیت فرمائی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے بعد مختلف دیہاتی دایہ یعنی دیہاتی دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کو حاصل کرنے کے لئے مکہ آئیں، مگر حضور ﷺ کو یتیم پا کر مال نہ ملنے کے احساس سے بغیر باپ کے بچے کو لینے کے لئے تیار نہیں ہوئیں، آخر میں دائی حلیمہ سعدیہؓ نے جو کمزور سواری پر قافلہ کے آخر میں مکہ پہنچی تھیں انہوں نے شوہر سے مشورہ کر کے رسول اللہ ﷺ کو لے لیا، جبکہ ان کے سینے میں خود دودھ سوکھ چکا تھا' ان کے اپنے بچے کو زیادہ دودھ نہیں پلا پاتی تھیں، وہ بھوک سے رات بھر بے چین رہتا، حضور ﷺ کو اپنی گود میں لیتے ہی اللہ نے اپنی صفت رزّاق سے سینے کو دودھ سے بھر دیا' جس کی وجہ سے حضورؐ بھی اور دائی حلیمہ کا لڑکا بھی پیٹ بھر دودھ پینے لگے، پھر اللہ کی ربوبیت کا اثر یہ نظر آیا کہ وہ سواری جو کمزور و ناتواں تھی اور قافلہ کے آخر میں پہنچی تھی' اللہ نے اس میں ایسی طاقت وقوت اور تیزی پیدا کر دی کہ وہ قافلہ سے آگے آگے دوڑنے لگی، پھر یہ بھی اللہ کی ربوبیت کا اظہار ہوا کہ حلیمہؓ کی بکریاں چارہ پیٹ بھر نہ ملنے کی وجہ سے دودھ نہیں دیتی تھیں'

حضورؐ کے ان کے گھر میں پہنچنے کے بعد اللہ کی صفت رزّاقیت سے بکریاں جس میدان میں جا کر چرتی وہاں چارہ خوب اُگنے لگا' بکریاں خوب چرتیں اور خوب دودھ دینے لگیں، اور دائی حلیمہؓ اور ان کے شوہر اپنے اور اپنے بچوں کے لئے افراط سے دودھ حاصل کرنے لگے، یہ سب اللہ کی صفت ربوبیت کے کرشمے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرتِ مدینہ کے بعد انصار اور مہاجرین کو اُخوت یعنی بھائی بھائی کے رشتے میں باندھ دیا، مہاجر جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے انہوں نے کسی سے بھیک نہیں مانگی، اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کا واقعہ تو مشہور ہے کہ انہوں نے مدد لینے سے انکار کیا اور اللہ پر بھروسہ کر کے بازار کا راستہ دریافت کیا اور وہاں جا کر پنیر کی تجارت کی، پھر اللہ نے ان کو اپنی صفت رزاقیت سے اتنا زبردست مال دیا کہ انہوں نے مدینہ میں کئی اونٹوں پر لدا مالِ تجارت اللہ کے راستے میں تقسیم کر دیا، اور کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا مہر میں دے کر نکاح بھی کیا، یہ سب اللہ کی شانِ ربوبیت کی دین ہے۔

فرعون کو اللہ کی ربوبیت سمجھ میں نہیں آئی تھی' اس لئے اس نے اپنے آپ کو ''**انا ربکم الاعلی**'' کہا، اس پر اللہ نے اس کو بغیر جنگ کے پانی میں ڈبو کر دنیا کو بتلا دیا کہ کوئی بادشاہ وحکمران تمہارا رب نہیں ہوسکتا، حقیقت میں رب میں ہوں' اگر میں زمین میں زلزلہ لا دوں یا بارش کو روک لوں یا سورج کو تیز گرمی پھینکنے والا بنا دوں یا ہوا سے طوفان لا دوں یا سمندروں میں طغیانی لا دوں یا بیماریاں پیدا کر دوں یا قحط لا دوں یا کھیتیاں اجاڑ دوں' غذاء کو خون بنا دوں یا ٹڈیوں کے دَل کے دَل بھیج دوں یا ابابیل سے کنکریاں برسا دوں یا کھیتوں کی پیداوار کو کیڑوں کے حوالے کر دوں تو دنیا کی کوئی حکومت' دنیا کا کوئی بادشاہ' اے انسانو! تمہاری مدد وحفاظت نہیں کر سکتا، اس لئے کہ میں ہی ہر لمحہ تمہاری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہوں، میری ہی حکومت آسمان میں ہے، آسمان پر ہے، زمین کے اندر ہے، زمین کے اوپر ہے، درختوں پر ہے، پہاڑوں پر ہے، سمندروں پر ہے، نباتات پر ہے، جانوروں پر ہے، فرشتوں پر ہے، جنات پر ہے، انسانوں پر ہے، میں تمام

کائنات کے ذرّہ ذرّہ کا اکیلا مالک ہوں، میں ہی اکیلا ان سب کی تربیت کرنے والا ہوں اور اکیلا ان سب کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا رب اور مالک ہوں، میرے علاوہ کوئی تمہاری ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا، سب میرے مجبور ومحتاج ہیں۔

مگر افسوس غریب انسان دولت کے آجانے کے بعد دولت پر، کسان زراعت کرتے وقت بیج، کھاد اور پانی پر بھروسہ کرتا ہے، طاقت وقوت، ہتھیار کے اور اقتدار کے ملنے پر اللہ کو مانتے ہوئے یا اللہ کا انکار کرکے برائے نام اللہ کو رب مانتا ہے اور جب کامیابی ملتی ہے یا صحت ملتی ہے تو ہتھیار کو، فوج کی تعداد کو یا سائنس کی ترقی کو اصل سمجھتا ہے، تکلیف کے وقت مدد اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور ضرورت پوری ہوجانے پر اسباب کو اصل سمجھتا ہے، مغرب کی دنیا آج سائنس میں ترقی کرنے پر اللہ کو برائے نام مانتی ہے اور اپنے ہتھیار، طاقت اور دولت کو اصل سمجھتی ہے، حالانکہ سائنس کی ترقی دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے۔

مشرکین مکہ نے اپنی طاقت، ہتھیار اور تعداد سے کامیابی ملنے کا تصور رکھا، ناچ گانا کرتے ہوئے مستی کے ساتھ اللہ سے غافل ہوکر بدر کے مقام پر آئے اور ناکام ہوگئے، ان کی تعداد ان کے ہتھیار، سواریاں اور طاقت ان کے کچھ بھی کام نہ آئی۔

کتّے پر غور کیجئے، جب کتے کو کوئی پتھر مارتا ہے تو کتا پتھر کی طرف نہیں دوڑتا بلکہ جس کے ہاتھ سے پتھر نکلا ہے اس کی طرف بھونکتا ہوا دوڑتا ہے، مگر انسان ناقص ایمان رکھ کر مصیبت، ناکامی اور تکلیف پر بادشاہ، حکمرانوں، افسروں یا دوسرے اسباب کو ذمہ دار ٹھہراتا ہے اور انہی کو تکلیف ومصیبت اور پریشانی دینے والا سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ انسان پر جب ظالم بادشاہ مسلط کردئے جاتے ہیں تو لوگ ان کو بُرا کہہ کر ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان کو تکلیف دینے والا سمجھتے ہیں، حالانکہ حکمرانوں کے دل میری دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں، میں چاہوں تو انہیں نرم کردوں اور چاہوں تو سخت کردوں، اس لئے تم ان کو بُرا کہنے کے بجائے میری طرف رجوع

ہو جاؤ، مجھ سے دعاء مانگو، میری مرضی کے بغیر دنیا کی کوئی طاقت نہ تم کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع دے سکتی ہے۔

قرآن و حدیث سے یہ سمجھایا گیا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں پرورش کی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ریگستان میں پرورش کی' جہاں غذاء اور پانی نہ تھا، جانور سے بچا کر پرورش کی، حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی کے پیٹ میں پرورش کی، حضرت یوسف علیہ السلام کی کنویں میں حفاظت کے ساتھ پرورش کی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ سلامت آسمان پر اٹھالیا، پھولوں کا رس پلا کر مکھی سے شہد بنا سکتا ہے، شہتوت کا پتہ کیڑے کو کھلا کر ریشم بنا سکتا ہے، سانپ کے زہر سے موت دے سکتا ہے، مچھر سے ملیریا لا سکتا ہے، چوہے سے طاعون پھیلا سکتا ہے، مکھیوں سے ہیضہ پھیلا سکتا ہے، اور کورونا کے جراثیم سے ہزاروں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے، تو پھر اللہ کے مقابلے کسی کو اپنا رب نہ مانو! اللہ ہی رب العالمین ہے، اس لئے تم اسی یقین کے ساتھ دنیا سے آخرت میں جاؤ۔

انسان کی یہ فطرت ہے کہ دل و دماغ پر جو چیز زیادہ غالب ہوتی ہے اسی کا اظہار انسان اپنی زبان پر لاتا ہے، اگر انسان پر اسباب سے پلنے کا پرورش پانے کا عقیدہ رہا اور دُکان' دولت' جائیداد' نوکری' تجارت' ماں باپ' اولاد' شوہر' حکومت' ہتھیار سے پرورش پانے کا عقیدہ رہا تو قبر میں سوالات پوچھنے پر **من ربک** کا جواب **رَبِّیَ اللّٰہُ** کے بجائے مخلوقات کا نام نکلے گا، جس کے دل میں جو چیز غالب رہے گی وہی زبان سے ظاہر ہوگی، کوئی اگر قبروں' درگاہوں' جھنڈوں اور علموں سے ضرورتیں پورا ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو اور انہی سے اپنی ضرورتیں مانگتا ہو تو زبان سے ربی اللہ کی جگہ فلاں فلاں پیغمبر یا پیر، بزرگ اور ولی کا نام نکلے گا، اس لئے کہ بہت سارے لوگ اللہ کو مانتے ہوئے پیغمبر کو بھی اللہ کا بیٹا مانتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ کر انہی کو پکارتے ہیں اور انہی کو اللہ کی جگہ بیٹھا چکے ہیں، بہت سے لوگ پیروں اور ولیوں کو بھی یہی مقام دیتے ہیں۔

آج ساری دنیا میں مختلف مذاہب کے لوگ اللہ کو تو ضرور مانتے ہیں مگر اللہ کے رب ہونے کا یقین نہیں رکھتے، بہت سے مسلمان بھی اسی گمراہی میں مبتلا ہیں، نماز' روزہ کی پابندی کرتے ہوئے مخلوقات سے رجوع ہوتے ہیں' اپنی حاجتیں اور ضرورتیں مخلوقات سے مانگتے ہیں، حدیث میں ہے کہ ایمان کا مزہ اس نے چکھ لیا جس نے اللہ کو رب مان لیا اور اسلام کو دین اور حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیا۔

مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ایسی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسے ایمان لانا ہے اور آپؐ نے جیسا ایمان رکھنے کی تعلیم دی ہے اس سے دور ہیں، محبت کا دعویٰ کرتے ہیں' مگر اطاعت نہیں کرتے، جس کی وجہ سے دنیا میں بے عزت ہو رہے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچے تھے' اونٹ پر سوار ہوتے ہی سواری میں پھرتی اور جان پیدا ہوگئی' دائی حلیمہؓ کے بدن میں دودھ زیادہ پیدا ہوگیا، اور بکریوں کی چراہگاہ میں سبزہ زیادہ اُگنے لگا، اور برکت ہوگئی، مگر افسوس مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہوئے آج بے عزت ہوتے جا رہے ہیں، ہمیں اس بات کا اچھی طرح جائزہ لینا چاہیئے۔

اللہ کی صفتِ ربوبیت پر مزید تفصیل جاننے کے لئے ہماری کتاب ''اللہ کیسی پرورش کرتا ہے''، ''سورۂ فاتحہ سے ہماری غفلت'' اور اللہ سے محبت بڑھانے کا طریقہ'' دیکھئے۔

صفتِ الٰہی اَلْھَادِی پر غور و فکر

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ أَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ۝ (طٰہٰ:۵۰)

ہم سب کا رب وہی ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا کی پھر ہدایت دی۔

اللہ تعالیٰ ہی اکیلا ہادی و معلم ہے، اس کے علاوہ کائنات کی مخلوقات کو کوئی دوسرا ہدایت نہیں دے سکتا، اسی کی کامل ہدایت کا نتیجہ ہے کہ کائنات کی تمام چیزیں ہر منٹ و ہر سکنڈ اپنا اپنا کام انجام دے رہی ہیں، اور کائنات کا یہ نظام بڑے اعتدال اور نظم و ضبط کے ساتھ چل رہا ہے، عام طور پر جو جتنا زیادہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اس میں اتنا ہی ڈسپلن، سنجیدگی اور نظم و ضبط اور اصول و قواعد ہوتے ہیں، اس لحاظ سے سوائے انسان اور جن کے کائنات کی تمام چیزیں ہدایت یافتہ ہیں، وہ بغیر کسی کتاب، بغیر کسی استاد اور بغیر اسکول و مدرسہ کے اپنی ذمہ داریاں انجام دے رہی ہیں، اللہ نے ان کو بیرونی ہدایت کا محتاج نہیں رکھا، ان کو انسان جیسی عقل و فہم ہے اور نہ وہ انسانوں کی طرح علم حاصل کرتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ان کو اندرونی طور پر ان کے وجدان اور شعور میں ہدایت دے کر پیدا فرماتا ہے، اس لئے وہ باہر سے کسی رہنمائی یا ہدایت کے محتاج نہیں ہیں، مگر وہ انسان اور جن سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں، انسان اور جن کے جسمانی اعضاء بھی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں، اس صفت میں کامل یقین پیدا کرنا ہو تو کائنات کی چیزوں میں غور و فکر کرنا ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ انسان کو دن بہ دن سائنس میں جو ترقی دے رہا ہے اس علم سے انسان تیز رفتار جہاز اور خلاء میں اڑنے والے راکٹ تیار کر رہا ہے اور اللہ نے انسانوں کو صلاحیت دی ہے • وہ ہوا میں اڑنے والے جہازوں اور خلاء میں چھوڑے گئے راکٹوں کو زمین پر سے احکام دیتا رہتا ہے، راکٹ، جہاز، ٹی وی، موٹر کاروں کو ریموٹ کنٹرول سے چلاتا ہے، راکٹ میں خرابی پیدا ہو جائے تو زمین پر سے درست کرتا ہے، راکٹ کا عالم ہے • وہ چاند اور سیاروں کی تصویریں زمین پر بھیجتا ہے، اللہ کے دئے ہوئے معمولی علم سے جب انسان اپنے ہوائی جہازوں کو ہوا میں اڑاتا ہے تو کنٹرول روم سے اس کا رابطہ قائم رہتا ہے

اور پائلٹ کنٹرول روم کی ہدایات کے مطابق ہوائی جہاز کو اڑاتا رہتا ہے، کوئی خطرہ پیدا ہو جائے تو اطلاع بھی دیتا ہے، ہوائی جہاز اور کنٹرول روم کے درمیان کے رابطہ کی بات کوئی دوسرا سن نہیں سکتا، اسی طرح ٹیلیفون پر ہونے والی لاکھوں انسانوں کی باتیں بھی درمیان میں انسان چلتے پھرتے رہیں تو سن نہیں سکتے، صرف ہواؤں کی لہروں سے بات ایک دوسرے سے ہوتی رہتی ہے، جیسے آمنے سامنے بیٹھ کر بات کر رہے ہیں۔

☆ انسان نے اللہ ہی کے دئے ہوئے علم سے اپنی سائنس وٹکنالوجی کی مدد سے ترقی کر کے Fax مشین ایجاد کیا اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں منٹوں میں اپنی تحریر اور ہدایات کو Fax کے ذریعہ روانہ کرسکتا ہے، درمیان میں سمندر، جنگلات، اندھیرے یا پہاڑ بھی ہوں تو کوئی رُکاوٹ نہیں آتی اور نہ کوئی اس تحریر کو دیکھ سکتا ہے اور نہ پڑھ سکتا ہے، ہواؤں کے ذریعہ اس تحریر کی فوٹو کاپی (زیراکس) دوسری جگہ چلی جاتی ہے۔

☆ اسی طرح انسان اللہ کے علم سے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر پر مختلف باتیں لکھ کر اپنا پیغام دوسرے ملکوں کو بھیجتا ہے جس کو دوسرے ملک والے بڑی آسانی سے اُسی لمحہ پڑھتے اور جواب دیتے ہیں۔

جب انسان کی بنائی ہوئی مشینیں جن کو نہ زبان ہوتی ہے، نہ کان ہوتے ہیں، نہ آنکھیں، نہ دل و دماغ ہوتا ہے اور نہ عقل وفہم ہوتی ہے، مگر انسان ان سے اپنا پیغام اور میسیج بھیج سکتا ہے اور ہدایت دے سکتا ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ جو علیم ہے اور خالقِ کائنات ہے، وہ بغیر کسی واسطے اور بغیر کسی آلے کے اپنی جاندار اور بے جان مخلوق کو ہدایت نہیں دے سکتا؟ بے شک وہ زمین، آسمان، ہوا، پانی، آگ، فرشتوں سب کو ہدایت دیتا ہے، یہ ہدایت وحی کے ذریعہ ہوتی ہے یا مخلوقات کے وجدان اور شعور میں ہوتی ہے۔

☆ وحی دراصل اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو ایک خفیہ اشارہ ہے جو سوائے اللہ، پیغمبر اور فرشتے یا جس کو وحی کی جارہی ہے اس کے سواء کسی دوسرے کو علم نہیں ہوتا، پیغمبر کے علاوہ مخلوقات کو جو وحی کی جاتی ہے اس کی قسمیں الگ الگ ہیں، اللہ تعالیٰ کو ہدایت دینے کے لئے صرف اشارہ کافی ہے، اس کو انسانوں کی طرح کوئی آلہ وغیرہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں، جب انسان اللہ کی پیدا کردہ ہوا سے بغیر کنکشن کے ایک ہی سکنڈ میں بات کرسکتا ہے، تو اللہ

کے لئے کیا مشکل ہے؟

آیئے اب ذرا کائنات کی جاندار اور بے جان مخلوقات میں غور کر کے دیکھیں کہ وہ کیسے ہدایت دیتا ہے۔

☆ بارہ سینگے کی جب سینگ ٹوٹ جاتی ہے تو وہ چھپ چھپ کر رہتا ہے، زیادہ دوڑ دھوپ نہیں کرتا، سینگ کے ٹوٹ جانے سے اللہ تعالیٰ اُسے سمجھ دیتا ہے کہ اس کا ہتھیار ٹوٹ گیا، پھر جب اس کی سینگ آہستہ آہستہ بڑھ کر پہلے کی طرح ہو جاتی ہے تو وہ پھر نڈر ہو کر پھرتا ہے۔

☆ چوہے کسی بھی پانی یا تیل کے برتن میں منہ لگا کر آسانی سے پی لیتے ہیں اور اگر برتن میں پانی یا تیل نیچے ہو اور اس تک اس کا منہ نہ پہنچ سکتا ہو تو وہ ترکیب سے پیتے ہیں اور اپنی دم کو اس برتن میں ڈال کر گیلا کر لیتے ہیں اور باہر نکال کر اُسے چوس لیتے ہیں، اگر دم بھی نہ جائے تو منہ میں پانی بھر کر لاتا ہے یہاں تک کہ تیل میں دم ڈوب سکے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے کیڑے، مچھر، چیونٹی جن کا دماغ سوئی کی نوک کے برابر ہوتا ہے، اپنی تخلیق سے پیدا فرماتا ہے، بعض تو ہماری سادی آنکھ تک سے نظر نہیں آتے، مگر اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت کے مطابق وہ اپنا کام کرتے رہتے ہیں، ان کے کاموں پر غور کریں گے تو حیرت ہوتی ہے، وہ اپنے پیدا کرنے والے کا تعارف کرواتے ہیں، چیونٹی خاموش زبان میں لوگوں سے کہتی ہے کہ مجھ میں جو کچھ کمال ہے وہ میرا اپنا نہیں ہے، میرے مالک کا کمال ہے، اس نے مجھے ان سب کمالات سے نوازا ہے، چیونٹی کے سر پر دو انٹینا ہوتے ہیں اور ان کے کئی خاندان ہوتے ہیں، ہر خاندان اپنے اپنے انداز سے اپنے بل پر آواز دیتے ہیں، پہرے دار اس انداز سے پہچان لیتے ہیں کہ یہ ہمارے خاندان کی ہے یا نہیں، چیونٹیوں میں شہد کی مکھیوں کی طرح پہرے دینے والے الگ، غذاء جمع کرنے والے الگ، حفاظت کرنے والے الگ، انڈوں کی دیکھ بھال کرنے والے الگ ہوتے ہیں، یہ سب اللہ کی صفتِ ہدایت کے نمونے ہیں۔

☆ سمندروں میں اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی جو کٹل فش **(Cuttle Fish)** کے نام سے مشہور ہے پیدا فرمایا، یہ اللہ کی تخلیق کی حیرت انگیز مچھلی ہے، لوگ اس کو سمندر کا تارپیڈو **(Torpedo)** بھی کہتے ہیں (یعنی جنگ میں خاموشی کے ساتھ جاسوسی کر کے

غائب ہونے والی کشتی)، اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو دس پاؤں دیا ہے، آنکھیں بڑی بڑی دی ہیں، اس کا عام طور پر رنگ سرخ ہوتا ہے، اس کے جسم سے تین رنگوں کی سرخ، سفید، نیلی روشنی نکلتی ہے، اس مچھلی کو چھیڑا جائے تو یہ اپنے اندر سے سیاہی نما کالا مادّہ اُگلتی ہے، جس سے پانی میں اس کے اطراف سیاہ بلبلے اٹھتے ہیں، وہ بلبلوں کے درمیان چھپ کر دشمن کی نظروں سے بچ کر غائب ہوجاتی ہے، بحیرۂ روم کے مضافات میں بسنے والی اس مچھلی کو سیاہی اور تصویریں بنانے کے کام میں استعمال کرتے ہیں، ذرا غور کیجئے یہ اللہ کی کیسی ہدایت اور تخلیق ہے، جبکہ اس مچھلی کا بھیجہ کتنا ہوتا ہے؟ اس میں یہ سب ہدایت ہوتی ہے۔

☆ سانپوں میں بھی ایک قسم کے سانپ ایسے ہوتے ہیں جو خطرہ ہوتو اپنے دشمن پر یا شکار کرنا ہوتو اپنے شکار پر منہ سے تیز زہریلی گیاس چھوڑتے ہیں جس کی وجہ سے دشمن کی آنکھیں یا شکار کی آنکھیں اندھی ہوجاتی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت دیکھئے کہ وہ پانی کو بڑی بڑی ۱۲۰ ٹن وزنی مچھلیوں کو سنبھالے رکھنے اور بڑے بڑے پانی کے وزنی جانوروں مثلاً پانی کا گھوڑا، ہاتھی اور مگرمچھ کو سنبھالے رکھنے اور برف کے بڑے بڑے ٹکڑوں کو سنبھالے رکھنے کی ہدایت دے رکھا ہے، اسی طرح انسانوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے انسانی جہازوں کو جو پہاڑوں جیسا وزن رکھتے ہیں سامان کے ساتھ سنبھالے رکھنے کی ہدایت دے رکھا ہے، مگر جب ہم ایک باریک کنکر بھی ڈالیں تو وہ ڈوب جاتا ہے، یہ اللہ کی صفتِ ہدایت کا کھلا اظہار ہے، ہاتھی آرام سے پانی میں تیرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو یہ ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ معمولی تنکا، لکڑی یا کنکر کا ہواُ سے نیچے زمین پر پھینک دے، مگر اللہ ہی کی صفتِ ہدایت سے پانی ابر کی حالت میں بہت بڑی مقدار میں ہوا اٹھائے لئے پھرتی ہے، برف کے ٹکڑے اولوں کی شکل میں زمین پر گرتے ہیں، گویا وزنی برف کو اٹھائے لئے پھرتی ہے، وزنی پرندوں کو اللہ کی ہدایت پر سنبھالے رکھتی ہے، اللہ ہی نے انسانوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ہوا کو ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ انسانوں کے وزنی ہوائی جہازوں کو مسافروں اور سامان کے ساتھ سنبھالے رکھے، یہ سب اللہ کی ہدایت کے کمالات ہیں، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

☆ چیتا جب کافی موٹا ہوجاتا ہے اور موٹاپے کی وجہ سے اس کے لئے چلنا پھرنا مشکل ہوجاتا ہے تو وہ کسی غار میں جاکر بیٹھ جاتا ہے اور باہر نہیں نکلتا، غذاء نہ کھانے کی وجہ سے موٹاپا دور ہوکر وزن کم ہوجاتا ہے، تب وہ باہر نکلتا ہے، گویا وہ ان دنوں روزہ میں ہوتا ہے، ذرا غور کیجئے! کہ جانوروں کو انسانوں جیسی نہ عقل وفہم ہے، نہ صلاحیت مگر وہ اپنی زندگی کے تمام اصول وضابطے جانتے ہیں۔

☆ ہُد ہُد جب انڈے دینا شروع کرتی ہے تب اپنے گھونسلے سے باہر نہیں نکلتی، اس کی بیٹ گھونسلے کے اندر ہی سڑنے لگتی ہے، بدبو کی وجہ سے ہُد ہُد کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس کے دشمن بدبو سے دور رہتے ہیں اور اس کے گھونسلے کے آس پاس بھی نہیں بھٹکتے، اس طرح ہُد ہُد خود کی اور انڈوں کی حفاظت کرتی ہے۔

☆ شیر کو جب اندیشہ ہوجاتا ہے کہ کوئی اس کا پیچھا کررہا ہے تب وہ اپنی دم سے اپنے پیروں کے نشانات مٹاتا ہوا چلتا ہے، تاکہ پیچھا کرنے والا اُسے نہ ڈھونڈ سکے۔

☆ بام مچھلی میٹھے پانی سے انڈے دینے کے لئے لمبا سفر کرکے کھارے پانی میں جاتی اور انڈوں سے لاروا نکل کر مچھلی کی شکل جب اختیار کرتا ہے تو پھر مچھلی بن کر سمندر کے کھارے پانی میں سے ماں باپ کے علاقہ میں آجاتی ہے۔

☆ بہت سے پرندے جن میں **Siberian Crane** وغیرہ بھی ہیں سرد علاقوں میں سردی سے بچنے اور برفباری کے زیادہ ہونے سے غذاء کے نہ ملنے پر اور نسل اور موسم کی تبدیلی کے لئے نقلِ مقام کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ یہ ہدایت دیتا ہے کہ زمین کے کس حصہ میں کونسا موسم ہوگا اور کس تالاب اور جھیل میں ان کی غذاء مچھلی اور مینڈک کثرت سے پیدا ہوئے ہیں اور وہاں کا موسم ان کے لئے معتدل ہے، وہ سمندر پار سے قریب کے راستہ کے ذریعہ ہزاروں میل کا سفر طے کرتے ہیں، اس دوران وہ بغیر غذاء کھائے اُڑتے رہتے ہیں، اس لئے ان کا وزن کم ہوجاتا ہے اور پھر موسم ختم ہونے پر اپنے مقام پر واپس چلے جاتے ہیں، کوئل بھی ایک ایسا پرندہ ہے جو شدید گرما میں نقل مقام کرتا ہے، ان کو مائیگریشن برڈ **(Migration Bird)** کہتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے بعض جانور ایسے بنائے جو اپنا رنگ بدل سکتے ہیں، ان میں مشہور

گرگٹ ہے، یہ ایک ایسا جانور ہے جو ماحول کے اعتبار سے اپنا بچاؤ کرتا اور رنگ بدلتا رہتا ہے، اودا، نیلا، لال، پیلا، آسمانی وغیرہ رنگ بدل کر اپنا پیغام دوسروں کو دیتا ہے، اس کی زبان بھی بہت زیادہ لمبی ہوتی ہے۔

☆ اللہ کی پرورش کا انتظام دیکھئے کہ اس نے بعض پرندوں کو یہ طریقہ سکھا رکھا ہے کہ وہ اپنے پروں میں چیونٹیوں اور لمبے برساتی کیڑے جو کئی پر والے ہوتے ہیں انہیں چھوڑتے ہیں، چیونٹی اور یہ کیڑے ایک خاص قسم کا ایسیڈ Formic Acid چھوڑتے ہیں جو ان کے پروں کے اندر پیدا ہونے والے جراثیم کو مارتا ہے۔

☆ Komodo dragon lizard اللہ نے اسے ایک خاص قسم کی چھپکلی بنائی ہے، جس کی لمبائی دم کے ساتھ ۹۔تا۔۱۰/فٹ ہوتی ہے، ان کا وزن ۱۵۰/کیلو تک ہوتا ہے، یہ زیادہ تیز دوڑ دھوپ نہیں کر سکتی، بغیر زیادہ جد وجہد کے شکار پکڑتی ہے، اس کے لعاب میں ۵۸/قسم کے بیکٹیریا ہوتے ہیں، یہ اپنا لعاب ٹھہرے ہوئے پانی کے گڑھوں میں چھوڑتی ہے، وہاں ہرن اور دوسرے چرندے اور پرندے پانی پینے کے لئے آتے ہیں، تو یہ جانور پانی پینے کے ایک یا دو گھنٹے بعد کچھ دور جا کر بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں، یہ پرندے بھی کھاتی ہے یا پھر یہ چھپکلی اپنی زبان کی ڈنک سے سامنے سے گذرنے والے گائے، بیل، بھینس یا بکری وغیرہ کو دوڑ کر کاٹتی ہے، اس کی وجہ سے دو تین ہفتوں میں اس کا زہر اثر کرتا ہے اور وہ جانور کمزور اور بیمار ہو کر چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہتا اور گر جاتا ہے، یہ زہریلی چھپکلی ان کی تلاش میں پھرتی رہتی ہے، جیسے ہی جانور گرے ہوئے ملتے ہیں اس طرح کی دو تین چھپکلیاں مل کر ان کو کھا لیتی ہیں، یہ چھپکلی انڈونیشیاء کے جزائر میں پائی جاتی ہے، یہ تقریباً ۲۰/انڈے دیتی ہے اور سات سے آٹھ مہینوں میں انڈوں سے بچے نکلنے کا وقت ہے، یا تو یہ زمین کے گڑھوں میں سوراخ کے اندر یا گھونسلے بنا کر انڈے دیتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت پر غور کیجئے! مچھر جسے نہ انسانوں جیسا دماغ ہوتا ہے اور نہ عقل وفہم ہوتی ہے، مگر جب وہ جاندار کے جسم پر بیٹھتا ہے تو سب پہلے تیز ڈنک سے اس جگہ پر خاص مادہ چھوڑتا ہے جس سے اس جگہ کا خون پتلا ہو جاتا ہے، پھر یہ اپنی ایک نوک دار سونڈ سے جتنی دیر خون چوسنا ہے چوس لیتا ہے۔

☆ جانداروں کے جسم میں جب جلد پر سوراخ پڑتا ہے تو کچھ ہی منٹ میں خون اس سوراخ پر جم جاتا ہے اور گاڑھا ہو جاتا ہے، مچھر جس جگہ اپنی سونڈ ڈالتا ہے اس جگہ جو خاص قسم کا سیال مادّہ چھوڑتا ہے اس سے سونڈ کے نکلنے تک خون جمنے نہیں پاتا۔

☆ جن جانداروں کے بچے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں وہ ماں کے پیٹ میں رہنے تک منہ سے دودھ نہیں چوستے اور نہ روتے ہیں، جیسے ہی پیدا ہونے کے بعد کھڑے ہوتے ہیں فوراً ماں کے تھنوں کی طرف منہ لے جاتے ہیں، یہ چیز ہم جانوروں میں آسانی سے دیکھ سکتے ہیں اور ماں کے تھنوں کو منہ لگا کر دودھ چوسنا شروع کر دیتے ہیں، وہ ماں کے جسم کے دوسرے حصوں کی طرف منہ نہیں لے جاتے، اسی طرح انسان کا بچہ ماں کے جوبن منہ میں لے کر چوسنا شروع کر دیتا ہے اور دودھ نہ ملے تو رونا شروع کر دیتا ہے، آخر یہ سب ہدایت کس نے اور کب دی؟ یہ صرف اور صرف اللہ کی صفتِ ہادی کے کرشمے ہیں، مرغی کا بچہ پیدا ہونے کے چند گھنٹوں بعد ہی ماں کی طرح منہ اوپر اٹھا اٹھا کر پانی اندر داخل کرتا ہے، بے شک اللہ جس کو چاہے جیسا چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔

☆ اللہ نے ایسی مچھلی بنائی جس کو انسان شاہِ بلوط مچھلی کے نام سے یاد کرتا ہے، اس کو یہ ہدایت دے رکھی ہے کہ جب خطرہ ہو تو یہ بہت سا پانی پی لیتی ہے جس کی وجہ سے اس کا جسم کافی موٹا ہو کر پھول جاتا ہے، جسم کے پھولنے سے اس کے جسم کے ہر حصہ سے لمبے لمبے برچھی نما کانٹے باہر نکل آتے ہیں جو اس کو دشمن سے بچانے میں پوری مدد کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے کوئل کو ایک بہت ہی چالاک پرندہ بنایا، یہ ایک وقت میں ۲۰/انڈے ہر دو روز کے وقفے سے دیتی ہے، یہ اپنے ۲۰/انڈوں کو خود نہیں سیتی بلکہ دوسرے پرندے کے گھونسلوں میں ڈال کر ان سے سینے لگاتی ہے، جب مادہ کوئل کو انڈے دینے کا وقت آتا ہے تو یہ درختوں کے پتوں میں چھپ کر اپنے جیسے مختلف پرندوں کی جاسوسی کرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کہاں کہاں کے درختوں پر پرندے گھونسلے بناتے ہیں، کیونکہ دوسرے پرندے بھی انڈے دینے سے پہلے خاص طور پر گھونسلے بناتے ہیں، جب دوسرے پرندے گھونسلوں میں انڈے دے دیتے ہیں تو ان کے غیاب میں یہ ان کا ایک انڈا پھینک کر اپنا انڈا دے دیتی ہے، دوسرے پرندے اُس انڈے کو اپنا ہی انڈا سمجھ کر اس کو سیتے ہیں، بارہ

پندرہ دن میں کوئل کے انڈے سے بچہ نکلتا ہے، وہ بچہ بھی اتنا چالاک ہوتا ہے کہ چار دنوں کے بعد جیسے ہی آنکھیں کھلتی ہیں وہ اس گھونسلے کے انڈوں کو اپنے جھوٹے ماں باپ کے غیاب میں نیچے پھینک دیتا ہے، اب وہ اکیلا بچہ گھونسلے میں رہتا ہے، گھونسلے کے ماں باپ اس کو اپنا بچہ سمجھ کر محبت سے پالتے ہیں، چار ہفتوں بعد وہ جب بڑا ہو جاتا ہے تو ماں باپ سے بالکل علاحدہ نظر آتا ہے اور گھونسلے سے اڑُ جاتا ہے، اس طرح کوئل اپنے ۲۰/انڈوں کو مختلف گھونسلوں میں دے کر بچے پیدا کر لیتی ہے۔

☆ مائیگریشن کرنے والے پرندے بہت لمبا سفر کر کے ایک ملک سے دوسرے ملک جاتے ہیں، یہ عام طور پر ۳۶/گھنٹے مسلسل ۸۰/میل فی گھنٹے کی رفتار سے اُڑتے ہیں، اُڑنے کے دوران ان کے جسموں کی درجۂ حرارت بڑھ جاتی ہے اور ان کو بے ہوش ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے تو مسلسل پر مارنے سے ان کے جسم کی Acid کی مقدار بھی بہت بڑھ سکتی ہے، اللہ نے ان کو اپنی گرمی اور تھکان کو کم کرنے زمین پر اترنے یا درختوں پر اترنے یا سمندر پر اُڑتے وقت زمین نہ ملے، چٹانیں نہ ملیں تو آرام لینے کے لئے پر پھیلا لینے کی صلاحیت دی ہے، پر پھیلا کر وہ اپنی تھکان دور کرتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق دیکھئے کہ اس نے کچھ پرندے ایسے پیدا کئے جن کو انسان جیسا دماغ اور فہم نہیں، لیکن وہ اپنا شکار انسانوں کی طرح کرتے ہیں، ان کی غذا اللہ نے مچھلی بنائی، وہ مچھلیوں کا شکار کرنے مچھلیوں کی مرغوب غذاء کوئی کیڑا یا کیچوا وغیرہ چونچ میں پکڑ کر لاتے ہیں اور پانی پر چھوڑ دیتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں کہ مچھلیوں کا جھنڈ کا جھنڈ جیسے ان کو کھانے کے لئے آ کر گھیر لیتا ہے تو یہ فوراً حملہ کر کے مچھلی چونچ میں پکڑ کر نکل جاتے ہیں۔

☆ چاہے انسان ایمان والا ہو یا مشرک ہو یا کافر ہو، اللہ نے اس کی فطرت میں یہ ہدایت دے رکھی ہے کہ وہ بیٹی سے، بہن سے یا ماں سے شادی نہیں کرتا، لوگوں کے سامنے شرمگاہ کھولنے کو تیار نہیں ہوتا، بول و براز چھپ کر کرنا چاہتا ہے، بیوی کے ساتھ دوسرے مرد کو برداشت نہیں کرتا، بیٹی اور بہن کی عصمت کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، اولاد کے لئے قربانی دیتا ہے، ان کی خدمت کے لئے رات دن محنت کرتا ہے، بول و براز سے نفرت کرتا ہے، بے حیاء و بے شرم بننا نہیں چاہتا، مگر جب فطرت خراب کر لیتا ہے تو یہ سب برائیاں بھی کرتا ہے۔

پینگوئین Penguin پرندوں پر غور کیجئے!

یہ صفتِ ہادی کو سمجھنے کے لئے بہترین مثال ہے، پینگوئین پرندے میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق، مصوری، حکمت، ربوبیت اور ہدایت کے کھلے نمونے سمجھ میں آسکتے ہیں، یہ عام طور پر سرد اور برفیلے علاقوں میں رہنے والا پرندہ ہے، اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق سے یہ پرندہ منفی ۹۰رڈگری درجۂ حرارت میں بھی زندہ رہ سکتا ہے، اللہ نے اس کو سخت سے سخت سردی برداشت کرنے کے قابل بنایا، اس کا خون ہمیشہ گرم ہوتا ہے اور جسم کی درجۂ حرارت ۱۰۰رفارن ہیٹ ہوتی ہے، اس کے جسم پر اللہ تعالیٰ خوب گھنے پر پیدا کرتا ہے، مختصر جگہ میں تقریباً ۶۰۔تا۔۷۰رپر ہوتے ہیں، یہ اپنے پروں کو بند رکھ کر جسم کو گرم رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو ہر سال نئے پر عطا کرتا ہے اور پرانے پر یہ گرالیتا ہے، اس کے جسم پر پائے جانے والے غدود سے چکنائی نکلتی ہے جسے یہ اپنے پروں پر پھیلا لیتا ہے، اس لئے اس کے پر واٹر پروف (Water proof) کا کام دیتے ہیں، یہ پرندہ زیادہ وقت پانی میں گذارتا ہے، اللہ نے اس کو پانی کے باہر جس طرح دیکھنے کی صلاحیت دی ہے ویسے ہی پانی کے اندر بھی دیکھ سکتا ہے، یہ صرف اللہ کی شانِ تخلیق ہے، جسے چاہے جیسے چاہے بنا سکتا ہے اور جو صلاحیت چاہے دے سکتا ہے، چونکہ یہ پرندہ سمندروں میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق سے اس کی آنکھوں کے نیچے خاص غدود پیدا کرتا ہے جو جسم میں جمع شدہ زائد نمک کو جسم کے باہر نکال دیتے ہیں، یہ زیادہ تر پانی پینے کے بجائے برف کھانے کو پسند کرتا ہے، یہ بھی اللہ کی شانِ ربوبیت ہے، یہ پانی میں ۱۵رکیلومیٹر کی رفتار سے تیر سکتا ہے اور بہت دیر تک اللہ نے اسے پانی کے اندر سانس روکے رکھنے کی صلاحیت دی ہے، یہ بھی شانِ تخلیق اور ربوبیت کا کھلا مظاہرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے عام طور پر اس کی عمر ۲۰ربرس رکھی ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ ۳رفٹ تک بڑھتا ہے، اللہ نے اس کی غذاء مچھلیوں اور جھینگوں کو بنائی ہے، یہ پانی میں انہی کا شکار کر کے بھوک مٹاتا ہے، اس کے پیٹ میں مچھلی کے کانٹے موم بن جاتے ہیں۔

اللہ کی شانِ ہدایت دیکھئے کہ یہ پرندے اپنے پروں، سر اور جسم کو حرکت دے کر آپس

میں بات کرتے ہیں، جب یہ ہزاروں کی شکل میں جمع ہوتے ہیں تو آواز کا ایک شور بنتا ہے، اس شور میں ہر نر اپنی مادہ کو آواز دے کر بلاتا ہے اور وہ اپنے نر کی آواز پہچان کر اس کے پاس آجاتی ہے، اسی طرح بچہ اپنی ماں یا باپ کی آواز پہچان کر آجاتا ہے، یہ صرف اللہ کی شانِ ہدایت کا کھلا ثبوت اور مظاہرہ ہے، اس کی بعض مادائیں ایک انڈا اور بعض دو انڈے دیتی ہیں، اس کا انڈا نر سیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پرندے میں نر سے انڈا سینے کا کام لیتا ہے، جیسے ہی مادہ انڈا دیتی ہے نر تقریباً منفی ۳۵/ڈگری درجۂ حرارت میں اس انڈے یا انڈوں کو اپنے پیروں پر لے لیتا ہے اور تقریباً ۶۰۔تا۔۶۵/دن ان انڈوں کو سیتا ہے اور ذرا سی بھی ٹھنڈک لگنے نہیں دیتا، اس دوران وہ ایک منٹ کے لئے بھی انڈے پر سے نہیں اٹھتا اور ۶۰/دن گویا روزہ رکھتا اور بغیر کچھ کھائے یہ انڈا سیتا ہے، جس کی وجہ سے نر کا وزن آدھے سے زیادہ گھٹ جاتا ہے، ان دنوں وہ اپنے جسم سے توانائی کی مقدار کم خرچ کرتا ہے اور زیادہ وقت نیند میں گذارتا ہے تا کہ جسم کا اندرونی اعصابی عمل سست رہے، پھر انڈے سے جب بچہ باہر آتا ہے تو نر اور مادہ اس کی حفاظت کرتے ہیں، چنانچہ باہر آتے ہی وہ سردی کو برداشت نہیں کرسکتا، اللہ کی صفت ہدایت سے نر اور مادہ وقفہ وقفہ سے بچے کو اپنے پیروں اور پروں میں لئے رہتے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ یہ انسان جیسی عقل نہیں رکھتے، لیکن کیسے ہدایت یافتہ ہیں، بچہ کے پر نکلنے اور سردی سے مقابلہ کرنے کے قابل ہونے تک بچے کی غذاء کا انتظام دونوں کرتے ہیں، اس دوران ایک سیکنڈ کے لئے بھی بچہ کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔

ذرا غور کیجئے کہ یہ اللہ کی صفت الھادی کے کیسے نمونے اور شاہکار ہیں، جو کھلا ثبوت دیتے ہیں کہ ان پرندوں کو نہ انسانوں کی طرح عقل وفہم ہے اور نہ ہی علم، مگر وہ اپنی ذمہ داریاں کیسے ادا کرتے ہیں، اس پر انسان غور کرے گا تو پکار اٹھے گا کہ لَا ھَادِیَ اِلَّا اللّٰہُ کہ اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں۔

☆ یہ سب اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے کرشمے ہیں، وہ انسانوں کو ستاروں کے ذریعہ سمندروں اور ریگستانوں میں سمت اور راستہ تلاش کرنے کی صلاحیت دی ہے، اسی طرح ہوا میں اڑنے والے پرندوں کو اپنی ہدایت ہی کے ذریعہ میلوں دور رہنے کے باوجود شام کو اپنے اپنے گھونسلوں میں ان کے انڈوں اور بچوں کے پاس واپس لاتا ہے، پرندے ہواؤں

میں کوئی نشانی نہ ہونے کے باوجود سیدھے اپنے اپنے گھونسلے تک آجاتے ہیں، حالانکہ انسانی بستیوں کی طرح ان کے درختوں وغیرہ کے نہ نام ہوتے اور نہ نمبرات ہوتے ہیں، جنگلوں اور باغات میں تو درخت ہی درخت ہوتے ہیں، لیکن وہ اپنے اپنے گھونسلوں پر آتے وقت بھٹکتے نہیں ہیں، یہ صرف اللہ کی شانِ ہدایت ہی ہے۔

☆ تتلی اپنے پیروں سے کسی چیز کا مزہ محسوس کرتی ہے، اس کے پیروں میں اللہ نے Sense of Test مزہ معلوم کرنے کا سیل دے رکھا ہے کہ یہ پتہ اس کے لئے مفید ہے یا نہیں۔

☆ سانپ کو اللہ تعالیٰ نے زبان سے سونگھنے کی صلاحیت دی ہے، جب زلزلے آتے ہیں تو زمین کی حرکت سے اُسے سب سے پہلے معلوم ہوجاتا، اس لئے زلزلہ آنے سے پہلے وہ مقام چھوڑ دیتے ہیں۔

☆ مکڑی کو اللہ تعالیٰ نے اندھیرے میں جالا بننے کی صلاحیت دی ہے، وہ اندھیرے میں جالا بنتی ہے اور کئی ہفتوں تک بھوکی بھی رہ سکتی ہے۔

☆ بعض پودوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ اگر کوئی ان کے پتوں کو چھولے یا ہاتھ لگائے تو پتے مُڑ جاتے اور سکڑ جاتے ہیں، ان کو انسان ''چھوئی موئی'' **(Toch me not plant or Mimosa plant)** کے نام سے یاد کرتا ہے، بعض پودوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ سورج جدھر ہو اسی طرف رخ کر لیتے ہیں، جیسے سورج مکھی کا پودا۔

☆ اللہ کی صفتِ ہدایت کا عجیب انتظام ہے، وہ صرف جانوروں ہی کو گوشت کھانے کے قابل نہیں بنایا بلکہ وہ اگر چاہے تو بغیر منہ، بغیر دانت، بغیر معدے اور بغیر زبان کے بھی گوشت اور خون کی غذاء کھلا سکتا ہے، اللہ نے بعض ایسے پودے پیدا کئے ہیں جو اپنی غذاء کیڑوں کے خون سے حاصل کرتے ہیں، ان کو حشرات خور اور گوشت خور شکاری پودے کہا گیا ہے، ان میں **Pitcher Plant, Venus fly trap, Drosera, Utricularia** شامل ہیں، یہ پودے اس زمین میں پائے جاتے ہیں جہاں کی زمین میں معدنی نمکیات اور نائٹروجن کی کمی ہوتی ہے۔

ان پودوں کو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیڑے، مکھیاں اور

مکوڑوں کو ان کی غذاء بنایا ہے، کیونکہ ان پودوں کی پرورش کے لئے نمکیات اور نائٹروجن سخت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق سے یہ پودے اپنا شکار بغیر ہاتھوں، پیروں اور دوڑنے اور دانت اور منہ اور زبان نہ ہونے کے کیڑے مکوڑوں کا شکار اپنی جگہ ٹھہر کر شکاری جانوروں کی طرح کرتے ہیں، بے شک یہ اللہ کی قدرت میں کوئی مجبوری نہیں، یہ پودے کیڑوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے شکر جیسی میٹھی خوشبو چھوڑتے ہیں، یہ پودے اپنے پتوں ہی سے ایک تھیلی نما گلدان جیسی ساخت بناتے ہیں، جس پر ڈھکن بھی ہوتا ہے، اس گلدان میں چھوٹے چھوٹے باریک بال ہوتے ہیں، جب کیڑا میٹھاس کی خوشبو سے اس پر بیٹھتا ہے تو وہ ڈھکن جھٹکے سے مضبوطی کے ساتھ بند ہو جاتا ہے اور کیڑے کے باہر نکلنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے، گلدان کے اندر کیڑا اپنے پیروں کی گرفت کھو دیتا ہے اور پھسل کر گلدان کے اندر جس قدر ہاتھ پاؤں مارتا ہے، اتنا زیادہ گلدان کو چمٹ جاتا ہے، کیڑے کو آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے مر جاتا ہے، کیڑے کے مرنے کے بعد پودا ایک خاص قسم کا مادہ چھوڑتا ہے جس سے کیڑے کو مائع کی شکل میں تبدیل کر کے امونیا، فاسفیٹ، یوریا، نائٹروجن، فاسفورس جیسی معدنی نمکیات چوس لیتا ہے، ان پودوں پر غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت، صفتِ تخلیق، صفتِ ربوبیت، صفتِ رزّاقیت اور صفتِ حکمت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

☆ تمام جانداروں کو اللہ تعالیٰ نے دماغ عطا فرمایا، مگر انسانوں کی طرح فہم وادراک کسی کو نہیں، انسانوں کے دماغ کی صلاحیتیں الگ رکھیں، جانوروں کے دماغ کی صلاحیتیں الگ رکھیں، حالانکہ جسمانی نظام، دورانِ خون، گوشت، ہڈی، دل، گردے سب کے اعضاء ایک جیسے ہی بنائے، غذاؤں سے تمام جانداروں کو وٹامن ایک جیسے ہی ملتے ہیں، تمام جاندار زبان رکھتے، بہت سے جانوروں کو ہونٹ اور دانت بھی ہیں، مگر وہ انسانوں کی طرح بات نہیں کر سکتے، پھر انسانوں میں مختلف بولیاں اور زبانیں رکھیں، ہر کوئی اپنی مادری زبان بغیر سکھائے بولنا سیکھ جاتا ہے، مگر مادری زبان سے ہٹ کر دوسری زبانیں اس کو باقاعدہ سیکھنی پڑتی ہیں، لوگ مختلف زبانیں اور بولیاں بولتے ہیں، انسانی دماغ ان بولیوں اور زبانوں کا اندر ہی اندر بغیر کسی وقفہ کے ترجمہ کر دیتا ہے اور مطلب

سمجھا تا ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت کے کرشمے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جب چھوٹی سے چھوٹی مخلوق کی ہدایت کا انتظام کیا ہے، تو کیا وہ انسانوں اور جنوں کو با اختیار اور آزاد بنا کر ہدایت کا انتظام نہیں کر سکتا؟! جب اس نے انسانوں اور جنوں کی دنیوی زندگی میں ہر قدم پر رہنمائی کی؛ یہاں تک کہ سمندروں اور ریگستانوں میں راستہ معلوم کرنے کے لئے تارے رکھے، تو بھلا روحانی اور اخلاقی زندگی میں وہ کیسے ہدایت کا انتظام نہیں کرتا؟! اس نے جب انسان کو روح اور جسم دونوں دیئے اور جسم کی پرورش و تربیت کا پورا سامان پھیلا رکھا ہے، تو کیا روح کی پرورش و تربیت کا سامان نہیں رکھا؟ بے شک اس نے جسم کے ساتھ ساتھ روح کی ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے لئے وحیٔ الٰہی کو نازل کیا اور انسانوں اور جنوں کو باہر سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے قرآن مجید کو نازل فرمایا، چنانچہ وہ دوسری مخلوقات کی طرح اندرون سے ہدایت یافتہ نہیں ہوتے؛ بلکہ بیرون سے ہدایت کے محتاج ہوتے ہیں، اگر وہ انسان کو عقل، ضمیر اور دوسرا بہت سا علم دینے، اچھے برے کی تمیز دینے کے بعد ان پر یہ ذمہ داری رکھتا کہ وہ اپنی عقل وفہم سے کائنات میں غور وفکر کر کے اللہ کو پہچانے اور اس کی عبادت و اطاعت کریں تو یہ بہت مشکل بات ہوجاتی اور انسان ٹھوکر پر ٹھوکر کھاتا، مگر اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنے اور ان کو ترقی دینے کے لئے وحی کی ہدایت کا بھی خاص طور سے انتظام کیا ہے تاکہ انسان باہر سے تربیت و رہنمائی حاصل کر کے درجات حاصل کرے اور آخرت میں اونچا مقام پائے۔

اس کی مزید تفصیل جاننے کے لئے تعلیم الایمان سلسلہ کی ہماری کتاب ''وحی یا مذہب کی ضرورت کیوں ہے؟ (صفتِ الہادی پر غور وفکر)'' اور ''فرشتوں اور وحی پر غور و فکر'' ضرور پڑھیئے۔